ہفت روزہ

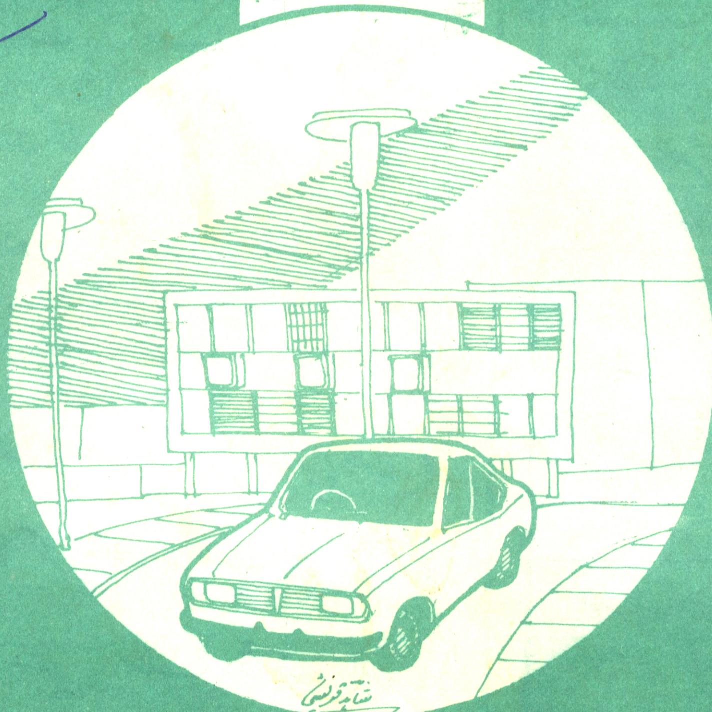
ترجمانِ اسلام

لاہور

نگرانِ اعلیٰ

مفتی محمود

اسلامی اقدار کا نقیب





نام نہ لے فرزانوں کا!

سودا کر لیا جانوں کا! کام ہے یہ دیوانوں کا!
عزم کا تیشہ ہاتھ میں لے سینہ توڑ چٹانوں کا
دھوکہ دے انسانوں کو کام نہیں انسانوں کا
کچھ ارماں، کچھ آرزوئیں حصّہ ہیں نادانوں کا
دیکھ میرے اُجڑے دل میں سنّاٹا ویرانوں کا
شمع نے بھی دم توڑ دیا لے گیا غم پروانوں کا
ڈھونڈ کسی دیوانے کو نام نہ لے فرزانوں کا
تلواروں سے بڑھ کر ہے مہلک زخم زبانوں کا
اندر کے بُت ڈھے نہ سکے باہر شور اذانوں کا
کیف ہے ان کی باتوں میں گیتوں کا افسانوں کا
ہائے وہ ابرُو مار گئے دھار کے رُوپ کمانوں کا
توڑا ان کی آنکھوں نے مان بھرے پیمانوں کا

یا ساحل یا موت آئیں
دیکھ نہ مُنہ طُوفانوں کا

امین گیلانی



جلد نمبر ۲۰ شمارہ نمبر ۴

جمعۃ المبارک ۲۸ جنوری ۱۹۷۷ء ۸ صفر ۱۳۹۷ھ

سرپرست
مولانا عبید اللہ انور

مدیر
اکرام القادری

مدیر معاون
عمیر الہاشمی

بدلِ اشتراک

سالانہ
۴۵ ——— روپے

ششماہی
۲۳ ——— روپے

سہ ماہی ——— ۵۰/۱۱ روپے

فی پرچہ
ایک روپیہ

یکے از مطبوعات
جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

اداریہ : اکرام القادری

کیا یہی آزادانہ انتخابات ہیں؟

ملک کے طول عرض سے انتخابی دھاندلیوں کے سلسلے میں جو اطلاعات منظرِ عام پر آئی ہیں ان سے یہ حقیقت واضح طور پر آشکارا ہوگئی کہ پیپلز پارٹی ہر حال میں انتخابات جیتنا چاہتی ہے۔ ان انتخابی دھاندلیوں کا مرکز پیپلز پارٹی نے صوبہ سندھ کو بنایا ہوا ہے۔ اس حساس صوبہ سے حکمران جماعت کے "بلا مقابلہ" کامیاب ہونے والوں کی طویل فہرست مستقبل میں حکمران پارٹی کے عزائم کی غمازی کرتی ہے۔ جہاں تک بلوچستان کا تعلق ہے تو انتخابات کے اعلانِ انعقاد سے قبل ہی حکومت نے صورت حال مخدوش سے مخدوش تر کر دی تھی۔ سول عہدوں پر فوجی اہلکاروں کے تقرر سے لیکر حکمران پارٹی کے کارکنوں میں سکوٹرز، سائیکلوں اور جیپوں کی تقسیم تک حکمران پارٹی کا ایک ایک عمل اس بات کا جیتا جاگتا ثبوت ہے کہ بلوچستان میں حکومت نے بہر صورت انتخاب میں کامیاب ہونے کا تہیہ کر لیا تھا۔ اپوزیشن نے دانشمندی اور دور رسی سے کام لیتے ہوئے بلوچستان میں انتخابات کا بروقت بائیکاٹ کر کے حکومت کے تمام منصوبے خاک میں ملا دیئے۔ اور جناب پیرزادہ کو خفت مٹانے کے لیے یہ بیان دینا پڑا کہ بلوچستان میں قومی اتحاد کے علاوہ دیگر پارٹیاں بھی ہیں جو انتخابات میں حصہ لیں گی۔ اوّل تو بلوچستان میں قومی اتحاد کے علاوہ کوئی پارٹی وجود ہی نہیں رکھتی اور اگر کوئی ایسا گروپ یا دھڑا ہے بھی تو اس کی حیثیت معلوم ؟

موجودہ ملک گیر دھاندلیوں اور ڈھیروں کے حساب سے حکمران پارٹی کے امیدواروں کی بلا مقابلہ کامیابیوں کے بعد بھی اگر حکومت یہ دعویٰ کرے کہ انتخابات آزادانہ اور غیر جانبدارانہ ہوں گے تو اس سلسلے میں یہی عرض کیا جا سکتا ہے کہ ؏ چہ دلاور است دُزدے کہ بکف چراغ دارد۔

شاید حکومت اس خام خیالی میں مبتلا ہے کہ پاکستان قومی اتحاد کے رہناؤں اور کارکنوں پر ظلم و تشدد کر کے انہیں اغوا کر کے، اور انہیں ڈرا دھمکا کر پیپلز پارٹی کے چالیس پچاس امیدواروں کو بلا مقابلہ کامیاب قرار دیئے جانے سے قومی اتحاد کے کارکنوں اور رہناؤں کے حوصلے پست کر دیئے جائیں گے۔ اور ان کا مورال ڈاؤن ہو جائے گا اور اس طرح حکومت انتخاب جیتنے میں کامیاب ہو جائے گی تو ہم کہیں گے کہ :

؏ : ایں خیال است محال است جنوں۔

قومی اتحاد کے بہادر رہناؤں اور کارکنوں نے دب کر جینا سیکھا ہی نہیں۔ یہ لوگ گیدڑ کی صد سالہ زندگی پر شیر کی ایک دن کی زندگی کو ترجیح دیتے ہیں۔ خود حکومت کا چار سالہ تجربہ ہمارے اس دعوے پر شاہدِ عدل ہے وہ کونسا حربہ ہے جو اپوزیشن کے خلاف اپنے چار سالہ دورِ اقتدار میں حکومت نے نہیں اپنایا، وہ کونسا ظلم ہے جو اپوزیشن پر نہیں توڑا گیا۔ اپوزیشن رہنما اور کارکن آزمائش کی بھٹی سے کندن بن کر نکلے ہیں اور سر پہ کفن باندھ کر میدانِ عمل میں آئے ہیں۔ ؎

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق ، عقل ہے محوِ تماشۂ لبِ بام ابھی

رہی ان کالی بھیڑوں کی بات جو ہر دور میں اقتدار کی چوکھٹ پر جبہ سائی کرتے رہے ہیں تو وہ مرفوع القلم لوگ ہیں خواہ وہ کچھ دن اپوزیشن کے کاروانِ حریت میں شامل ہی کیوں نہ رہے ہوں۔ بھیڑیئے شیروں کے ساتھ رہ کر شیر نہیں بن جاتے۔ بلکہ انہیں جب بھی موقع ملتا ہے اپنے ہم جنسوں میں شامل ہو جاتے ہیں — ان کرگسوں میں یہ بوتا ہی نہیں کہ شاہین کی بلند پروازی کا ساتھ دے سکیں، ان کا نشیمن ہر دور میں قصرِ سلطانی کا گنبد ہی رہا ہے۔ پہاڑوں کی چٹانوں میں بسیرا کرنا نہ ان کی فطرت ہے اور نہ ہی یہ ان کے بس کا روگ ہے۔ کہ اصولوں کی خاطر مصائب و شدائد برداشت کریں۔ اس طبقہ "روباہ صفت" میں پشتینی ٹوڈی اور آبائی کاسہ لیس

پریس میں چھپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا

تو پیش پیش ہیں ہی کچھ حاملین جُبّہ و دستار بھی انہی کے قدم بقدم چلنے میں اپنے مفادات کا تحفظ سمجھتے ہیں یہ لوگ خواہ جیکب لائن سے تعلق رکھتے ہوں یا آلو مہار شریف سے۔ یہی وہ زاغ ہیں جن کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن ہیں۔ اور یہی وہ لوگ ہیں جو میراث میں آئی ہوئی مسند ارشاد پر براجمان ہیں۔ ان درہم و دینار کے پجاریوں کی نظر میں ارباب اقتدار کا ہر عمل اسلام کی ترازو میں پورے تول تلتا ہے۔

ہمیں یہ کہنے میں بھی کوئی باک نہیں کہ انتخابات کے سلسلے میں جو خبریں موصول ہو رہی ہیں، اگر حکومت ایسی روش پر گامزن رہی تو بہتر ہے کہ انتخاب کا سوانگ نہ رچایا جائے [illegible] قسم کے انتخابات قومی خزانے پر دباؤ ڈالنے اور قومی کارکنوں کے قیمتی وقت کے ضیاع کے مترادف ہے۔ جناب بھٹو صاحب کے دعووں، یقین دہانیوں اور وعدوں کی روشنی میں سوچنے والا ہر شخص پکار رہا ہے کہ کیا یہی وہ آزادانہ انتخاب ہے جن کے سلسلے میں بلند بانگ دعوے کیے جا رہے تھے۔

حکومت اگر نیک نامی چاہتی ہے اور وہ جمہوری عمل کی راہ میں سنگِ گراں نہیں بننا چاہتی، بلکہ یوں کہنا زیادہ انسب ہوگا کہ اگر اربابِ اقتدار ملک و قوم کی بہی خواہی کا ارادہ رکھتے ہیں۔ تو قومی اتحاد کے اس مطالبہ کو تسلیم کریں جو انہوں نے نشتر پارک کراچی کے ڈھائی تین لاکھ افراد کی تائید و حمایت کے ساتھ کیا ہے۔ کہ پیپلز پارٹی کے بلا مقابلہ کامیاب ہونے امیدواروں کو کالعدم قرار دیا جائے۔ ان حالات میں چیف الیکشن کمشنر کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے اختیارات کو بروئے کار لاتے ہوئے اپوزیشن کو مطمئن کرے۔ تاکہ ملک میں امن و امان کا مسئلہ پیدا نہ ہو۔ اور موجودہ کشیدہ فضا خوشگوار ہو جائے۔

قومی اتحاد کے نشتر پارک کے فقید المثال جلسے کے بعد اربابِ اقتدار کو قومی اتحاد کی طاقت کا اندازہ ہو جانا چاہیے۔ یہ جلسہ قومی اتحاد کی کامیابی کی واضح دلیل ہے

اب قومی اتحاد کے کارکنوں سے ہماری گذارش یہ ہے کہ وہ جھوٹی افواہوں پر بالکل کان نہ دھریں، اپنے حوصلے بلند رکھیں۔ خلوص، لگن اور حب الوطنی کے جذبہ سے سرشار ہو کر متحدہ قوت کے ساتھ کام کریں انشاء اللہ قومی اتحاد کے سیلاب بے کراں کے سامنے ایوانِ اقتدار میں بیٹھ کر اندازے لگانے والے خس و خاشاک کی طرح بہہ جائیں گے۔ اور فتح بالیقین آپ کی ہوگی۔

مولانا حکیم عبدالسلام بھی چل بسے!

اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

زاہد الراشدی

یہ خبر دینی و سیاسی حلقوں کے لیے انتہائی باعث رنج و غم ہے کہ تحریکِ آزادی کے عظیم مجاہد، ملک کے نامور خطیب اور جمعیۃ علماء اسلام ہزارہ ڈویژن کے امیر حضرت مولانا حکیم عبدالسلام ہزاروی ۲۲ اور ۲۳ جنوری کی درمیانی شب کو ہری پور میں انتقال فرما گئے۔

انا للّٰہ و انا الیہ راجعون

مولانا حکیم عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ عمر بھر اہل حق کے جس قافلے سے وابستہ رہے ہیں اس کی شبانہ روز مساعی میں حکیم صاحب مرحوم کا وافر حصہ ہے۔ اور انہوں نے مجاہدینِ آزادی کے شانہ بشانہ تحریک استخلاص وطن میں بھرپور حصہ لیا ہے۔!

آپ نے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز انڈین نیشنل کانگریس کے پلیٹ فارم سے کیا تھا۔ اور پھر کانگریس کے ساتھ ساتھ جمعیۃ علماء ہند اور مجلسِ احرارِ اسلام کے پلیٹ فارم سے بھی مجاہدانہ تحریکات میں سرگرم حصہ لیتے رہے ہیں۔ ایک سرسری اندازے کے مطابق آپ نے اپنی عمر کی کم و بیش ۱۰ بہاریں آزادیٔ وطن کی خاطر جیل کی سلاخوں کے پیچھے گذاری ہیں۔!!!

مولانا حکیم عبدالسلام رح کا شمار برصغیر کے شاندار اطباء اور یونانی طب کے ماہرین میں ہوتا ہے۔ ایک عرصہ تک پاکستان طبی بورڈ کے رکن رہے ہیں، لیکن آپ کے مزاج پر سیاسی رجحانات غالب تھے اور اپنے سیاسی عقاید و افکار، اہلِ حق کے ساتھ لازوال وابستگی اور ظلم و باطل کے خلاف برملا اظہارِ حق میں وہ اخلاف کے لیے بلاشبہ ایک مثال ہیں۔

آج کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ مولانا حکیم عبدالسلام رح جیسے مجاہدین اپنی یادداشتوں، کارناموں اور مجاہدات کو سینے میں چھپائے رخصت ہوتے جا رہے ہیں اور نئی پود کو کچھ خبر نہیں کہ یہ جو پرانی طرز کے وضع دار قسم کے بزرگ یکے بعد دیگرے رخصت ہو رہے ہیں، ان کا ملت کی آزادی و تحفظ اور دینی اقدار و روایات کی حفاظت میں کس قدر حصہ ہے۔؟

مولانا حکیم عبدالسلام رح کے چپکے چپکے رخصت کے ساتھ دل میں اس المیہ کا گھاؤ اور زیادہ گہرا ہو گیا ہے۔ اے کاش! کوئی "مردِ خدا" نئی نسل کو اس کی آزادی و اجتماعیت کے اصل محافظین سے روشناس کرا سکے۔

بہرحال دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حکیم صاحب مرحوم کو جوارِ رحمت میں جگہ دیں پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا کریں اور ہم سب کو ان کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے استقامت کے ساتھ حق پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

سیرت طیبہ

علامہ سید سلیمان ندوی

عالمگیر اور دائمی پیغمبر کی زندگی

اگر تم حق نصرت کے بعد اپنے دشمنوں کو زیر اور خائنوں کو کمزور بنا چکے ہو تو فاتح مکہ کا نظارہ کرو، اگر اپنے کاروبار اور دنیاوی جدوجہد کا نمونہ درست کرنا چاہتے ہو تو بنی نضیر، خیبر اور فدک کی زمینوں کے مالک کے کاروبار اور نظم ونسق کو دیکھو، اگر یتیم ہو تو عبداللہ و آمنہ کے جگر گوشہ کو نہ بھولو۔ اگر بچہ ہو تو حلیمہ سعدیہ کے لاڈلے بچے کو دیکھو، اگر تم جوان ہو تو مکہ کے ایک چرواہے کی سیرت پڑھو۔ اگر سفری کاروبار میں ہو تو بصریٰ کے کارواں سالار کی مثالیں ڈھونڈھو، اگر عدالت کے قاضی اور پنچائیتوں کے ثالث ہو تو کعبہ میں نور آفتاب سے پہلے داخل ہونے والے ثالث کو دیکھو، جو حجر اسود کو کعبہ کے ایک گوشہ میں کھڑا کر رہا ہے۔ مدینہ کی کچی مسجد کے صحن میں بیٹھنے والے منصف کو دیکھو جس کی نظر انصاف میں شاہ و گدا اور امیر غریب برابر تھے۔

اگر تم بیویوں کے شوہر ہو تو خدیجہ رضؓ اور عائشہ کے مقدس شوہر کی حیات پاک کا مطالعہ کرو، اگر اولاد والے ہو تو فاطمہ کے باپ اور حسن وحسین کے نانا کا حال پوچھو، غرض تم جو کوئی بھی ہو اور کسی حال میں بھی ہو تمہاری زندگی کے لئے نمونہ، تمہاری زندگی کی درستی و اصلاح کے لئے سامان، تمہارے ظلمت خانہ کے لئے ہدایت کا چراغ اور رہنمائی کا نور محمد رسول اللہ کی جامعیت کبریٰ کے خزانہ میں ہر وقت اور ہمہ دم مل سکتا ہے۔ اس لیے طبقہ انسانی کے ہر طالب اور نور ایمانی کے ہر متلاشی کے لئے صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہدایت کا نمونہ اور نجات کا ذریعہ ہے [illegible] محمد رسول اللہ کی سیرت ہے اس لئے ہمارے سامنے نوح و ابراہیم ایوب و یونس، موسیٰ [illegible] علیہ السلام سب کی سیرتیں موجود ہیں

گویا تمام انبیائے کرام کی سیرتیں صرف ایک ہی جنس کی اشیاء کی دکانیں ہیں اور محمد رسول اللہ کی سیرت اخلاق و اعمال کی دنیا کا سب سے بڑا بازار ہے۔ جہاں ہر جنس کے خریدار اور ہر شے کے طلب گار کے لئے بہترین سامان موجود ہے۔

آج سے تیس چالیس برس پہلے پٹنہ کے مشہور واعظ اسلام ماسٹر حسن علی مرحوم نور اسلام نام ایک رسالہ نکالتے تھے۔ اس میں انہوں نے اپنے ایک ہندو دوست کی رائے لکھی ہے۔ کہ اس نے ایک دن ماسٹر صاحب سے کہا کہ میں آپ کے پیغمبر کو دنیا کا سب سے بڑا کامل انسان تسلیم کرتا ہوں۔ انہوں نے پوچھا ہمارے پیغمبر کے مقابلہ میں تم حضرت عیسیٰ کو کیا سمجھتے ہو۔ اس نے جواب دیا کہ محمد کے مقابلہ میں عیسیٰ ایسے معلوم ہوتے ہیں، جیسے کسی دانائے روزگار کے سامنے ایک بھولا بھالا بچہ بیٹھا ہوا میٹھی میٹھی باتیں کر رہا ہو۔ انہوں نے دریافت کیا کہ تم کیوں پیغمبر اسلام کو دنیا کا کامل ترین انسان جانتے ہو۔ اس نے جواب دیا کہ مجھ کو ان کی زندگی میں بیک وقت اس قدر متضاد اور متنوع اوصاف نظر آتے ہیں۔ جو کسی ایک انسان میں یکجا کر کے نہیں دکھائے، بادشاہ ایسا کہ ایک پورا ملک اس کی مٹھی میں ہو اور بے بس ایسا کہ خود اپنے کو بھی اپنے قبضہ میں نہ جانتا ہو، بلکہ خدا کے قبضہ میں، دولت مند ایسا ہو کہ خزانے کے خزانے اونٹوں پر لدے ہوئے اس کے دارالحکومت میں آرہے ہوں اور محتاج ایسا کہ برسوں اس کے گھر چولھا نہ جلتا ہو، اور کئی کئی وقت اس پر فاقے سے گذر جاتے ہیں، سپہ سالار ایسا ہو کہ مٹھی بھر نہتے آدمیوں کو لے کر ہزاروں غرق آہن فوجوں سے کامیاب لڑائیاں لڑا ہو، اور صلح پسند ایسا کہ ہزاروں پرجوش جانثاروں کی ہم رکابی کے باوجود صلح کے کاغذ پر بے چون و چرا دستخط کر دیتا ہو، شجاع اور بہادر ایسا ہو کہ ہزاروں کے مقابلہ میں تن تنہا کھڑا ہو اور نرم دل ایسا کہ کبھی اس نے انسانی خون کا ایک قطرہ بھی اپنے ہاتھ سے نہ بہایا ہو، با تعلق ایسا ہو کہ عرب کے ذرہ ذرہ کی اس کو فکر، بیوی بچوں کی اس کو فکر، غریب و مفلس مسلمانوں کی اس کو فکر، خدا کی بھولی ہوئی دنیا کے سدھار کی اس کو فکر غرض سارے سنسار کی اس کو فکر ہو............. اور بے تعلق ایسا کہ اپنے خدا کے سوا کسی اور کی یاد اس کو نہ ہو، اور اس کے سوا ہر چیز اس کو فراموش ہو۔ اس نے کبھی اپنی ذات کے لئے اپنے برا کہنے والوں سے بدلہ نہیں لیا۔ اور اپنے ذاتی دشمنوں کے حق میں دعائے خیر کی، اور ان کا بھلا چاہا۔ لیکن خدا کے دشمنوں کو اس نے کبھی معاف نہیں کیا۔ اور حق کا راستہ روکنے والوں کو ہمیشہ جہنم کی دھمکی دیتا اور عذاب الٰہی سے ڈراتا رہا۔ عین اس وقت جب اس پر ایک تیغ زن سپاہی کا دھوکہ ہوتا ہو، وہ ایک شب زندہ دار زاہد کی صورت میں جلوہ نما ہو جاتا ہے۔ عین اس وقت جب اس پر کشور کشا فاتح کا شبہ ہو، وہ پیغمبرانہ معصومیت کے ساتھ ہمارے سامنے آجاتا ہے۔ عین اس وقت جب ہم اس کو شاہ عرب کہہ کر پکارنا چاہتے ہیں وہ کھجور کی چھال کا تکیہ لگائے کھردری چٹائی پر بیٹھا درویش نظر آتا ہے۔ عین اس دن جب عرب کے اطراف آکر اس کے صحن مسجد میں مال و اسباب کا انبار لگا ہوتا ہے۔ اس کے گھر میں فاقہ کی تیاری ہو رہی ہے۔ عین اس عہد میں جب لڑائیوں کے قیدی مسلمانوں کے

گھروں میں لونڈی اور غلام بن کر بھیجے جا رہے ہیں، فاطمہ بنت رسول اللہؐ جا کر اپنے ہاتھوں کے چھالے اور سینہ کے داغ باپ کو دکھاتی ہے۔ جو چکی پیستے پیستے اور مشکیزہ بھرتے بھرتے ہاتھ اور سینہ پر پڑ گئے تھے عین اس وقت جب آدھا عرب اس کے زیرنگیں ہوتا ہے۔ حضرت عمرؓ حاضر دربار ہوتے ہیں۔ ادھر ادھر نظر اٹھا کر کاشانۂ نبوت کے سامان کا جائزہ لیتے ہیں۔ آپ ایک کھردری چارپائی یا چٹائی پر آرام فرما رہے ہیں، جسم مبارک پر بانو کے نشان پڑ گئے ہیں ایک طرف مٹھی بھر جو رکھے ہیں ایک کھونٹی میں خشک مشکیزہ لٹک رہا ہے۔ سرور کائنات کے گھر کی یہ کل کائنات دیکھ کر حضرت عمرؓ رو پڑتے ہیں۔ سبب دریافت ہوتا ہے تو عرض کرتے ہیں۔ یا رسول اللہ اس سے بڑھ کر رونے کا اور کیا موقع ہوگا؟ قیصر و کسریٰ باغ و بہار کے مزے لوٹ رہے ہیں اور آپ پیغمبر ہو کر اس حالت میں ہیں ارشاد ہوتا ہے۔ عمر! کیا تم اس پر راضی نہیں کہ قیصر و کسریٰ کے مزے لوٹیں اور ہم آخرت کی سعادت۔

ابوسفیان جو آنحضرت صلعم کے سب سے بڑے حریف تھے۔ فتح مکہ کے دن وہ حضرت عباسؓ کے ساتھ کھڑے ہو کر اسلامی لشکر کا تماشا دیکھ رہے ہیں۔ رنگ رنگ کی پرقوں اور جھنڈیوں کے سایہ میں اسلام کا دریا امنڈتا آ رہا ہے۔ قبائل عرب کی فوجیں جوش مارتی ہوئیں بڑھتی چلی آ رہی ہیں۔ ابوسفیان کی آنکھیں اب بھی دھوکہ کھاتی ہیں۔ وہ حضرت عباسؓ سے کہتے ہیں عباس تمہارا بھتیجا تو بڑا بادشاہ بن گیا ہے۔ عباسؓ کی آنکھیں کچھ اور دیکھ رہی تھیں۔ فرمایا ابوسفیان یہ بادشاہی نہیں نبوت ہے۔

عدی بن حاتم قبیلۂ طے کے رئیس مشہور حاتم طائی کے فرزند تھے اور مذہباً عیسائی تھے۔ وہ حضورؐ کے دربار میں آتے ہیں، صحابہؓ کی عقیدت مندیوں اور جہاد کا ساز و سامان دیکھ کر ان کو اس فیصلہ میں دقت ہوتی ہے کہ محمدؐ بادشاہ ہیں یا پیغمبر! ایک دفعہ مدینہ کی ایک غریب لونڈی آ کر کھڑی ہوتی ہے۔ اور کہتی ہے کہ حضور سے کچھ عرض کرنا ہے فرماتے ہیں، دیکھو مدینہ کی جس گلی میں کہو میں تمہاری باتیں سن سکتا ہوں، یہ کہہ کر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور اس کی حاجت پوری کر دیتے ہیں اس ظاہری جاہ و جلال کے پردہ میں یہ عجز یہ خاکساری یہ تواضع دیکھ کر عدی کی آنکھوں کے سامنے سے پردہ ہٹ جاتا ہے اور وہ فیصلہ کر لیتے ہیں کہ یہ یقیناً پیغمبرانہ شان ہے۔ فوراً گلے سے صلیب اتار لیتے ہیں اور محمد رسول اللہ کا حلقہ اطاعت اپنی گردن میں ڈال لیتے ہیں۔

غرض میں نے جو کچھ پہلے کہا وہ محض شاعرانہ انشاپردازی نہیں بلکہ تاریخی واقعات ہیں، ایسی کامل و جامع ہستی جو اپنی زندگی میں ہر نوع اور ہر قسم ہر گروہ اور صنف انسانی کے لئے ہدایت کی مثالیں اور نظریں رکھتی ہو وہی اس لائق ہے جو اس اصناف و انواع سے بھری ہوئی دنیا کی عالمگیر اور دائمی راہنمائی کا کام انجام دے جو غیظ و غضب اور رحم و کرم جود و سخا اور فقر و فاقہ، شجاعت و بہادری اور رحم دلی و رقیق القلبی خانہ داری اور خدا دانی اور دین دونوں کے لئے ہم کو اپنی زندگی کے نمونوں سے بہرہ مند کر دے۔ جو دنیا کی بادشاہی کے ساتھ آسمان کی بادشاہی اور آسمان کی بادشاہی کے ساتھ دنیا کی بادشاہی کی بھی بشارت دے اور دونوں بادشاہوں کے قواعد و قوانین اور دستور العمل کو اپنی زندگی میں برت کر دکھا دے۔

عام طور سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ دنیا میں صرف عفو و درگزر معافی اور نرمی انسانیت کی تکمیل کے سب سے بڑے ذریعے ہیں، بلکہ فقط یہی ذریعے ہیں۔ اس لئے جس ہستی میں صرف یہی ایک پہلو ہو وہی انسانیت کی سب سے بڑی معلم اور محسن ہے۔ لیکن ہمیں یہ بتاؤ کہ انسان کے اخلاق میں کیا فقط یہی قوتیں ودیعت ہیں یا اس کے قبائل کی قوتیں بھی ہیں، ایک انسان میں دیکھو تو غصہ اور کرم محبت اور عداوت خواہش اور قناعت انتقام اور عفو ہر قسم کے فطری جذبات موجود ہیں اس لئے ایک کامل معلم وہی ہو سکتا ہے جو انسانیت کے ان تمام قوی اور جذبات میں اعتدال پیدا کر کے ان کے صحیح مصرف کو متعین کر دے جن مذہبوں کا یہ دعویٰ ہے کہ ان کے پیغمبروں کی سیرتیں صرف رحم و کرم اور عفو و درگزر پر مبنی ہیں وہ مجھے بتلائیں کہ اجتماعی حیثیت سے وہ کتنے دن ان سیرتوں کے مطابق عمل کر سکے؟ قسطنطین پہلے عیسائی بادشاہ سے لے کر آج تک عیسائی مذہب میں کتنے صاحب تاج و تخت پیدا ہوئے۔ اور کتنی بادشاہیاں قائم ہوئیں۔ مگر ان میں سے کس نے اپنی سلطنت کا قانون صرف اپنے پیغمبر کی سیرت کی پیروی کو قرار دیا۔ پھر ایسی سیرت جو عملی دنیا میں ہر حیثیت سے اپنے پیروؤں کے لئے نمونہ نہ ہو وہ کیونکر جامعہ کہی جا سکتی ہے؟

حضرت نوح کی زندگی کفر کے خلاف غیظ و غضب کا ولولہ پیش کرتی ہے۔ حضرت ابراہیم کی حیات بت شکنوں کا منظر دکھاتی ہے۔ حضرت موسیٰ کی زندگی کفار سے جنگ و جہاد شاہانہ نظم و نسق اور اجتماعی دستور قوانین کی مثال پیش کرتی ہے۔ حضرت عیسیٰ کی زندگی صرف خاکساری تواضع عفو و درگزر اور قناعت کی تعلیم دیتی ہے۔ حضرت سلیمان کی زندگی ... اولوالعزموں کی جلوہ گاہ ہے حضرت ایوب کی حیات صبر و شکر کا نمونہ حضرت یونس کی سیرت ندامت و ... اور اعتراف کی مثال ہے۔ حضرت یوسف کی زندگی قید و بند میں دعوت حق اور جوشِ تبلیغ کا سبق ہے۔ حضرت داؤد کی سیرت گریہ و بکا حمد و ستائش، دعا و زاری کا صحیفہ ہے۔ حضرت یعقوب کی زندگی امید خدا پہ توکل اور اعتماد کی مثال ہے۔ لیکن محمد رسول اللہ کی سیرت مقدسہ کو دیکھو کہ اس میں نوح اور ابراہیم موسیٰ اور عیسیٰ سلیمان اور داؤد ایوب اور یونس یوسف اور یعقوب سب کی زندگیاں سمٹ کر سما گئی ہیں۔

محدث خطیب بغدادی کی ایک ضعیف روایت میں ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے وقت ندا آئی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ملکوں ملکوں پھراؤ اور زمین کی تہوں میں لے جاؤ تاکہ دنیا ان کے نام و نشان کو پہچان لے، جن و انس چرند و پرند، بلکہ ہر جاندار کے سامنے ان کو لے جاؤ۔ ان کو آدم کا خلق شعیب کی معرفت، نوح کی شجاعت، ابراہیم کی دوستی اسماعیل کی زبان، اسحاق کی رضا، صالح کی فصاحت لوط کی حکمت، موسیٰ کی سختی، ایوب کا صبر، یونس کی طاعت، یوشع کا جہاد، داؤد کی آواز، دانیال کی محبت الیاس کا وقار یحییٰ کی پاک دامنی اور عیسیٰ کا زہد عطا کرو۔ اور تمام پیغمبروں کے اخلاق میں انہیں غوطہ دو۔ جن علما نے اس روایت کو اپنی کتابوں میں جگہ دی ہے ان کا منشا درحقیقت یہی تھا کہ وہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت جامعیت کو نمایاں کریں کہ جو کچھ اور انبیاء کو متفرق طور سے عطا ہوا تھا وہ سب مجموعی طور سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کو عطا۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں میں دیکھو یہ جامعیت کی صفت کاملہ پورے طور پہ نمایاں ہو جائے گی۔ مکہ کے پیغمبر کو مکہ سے یثرب جاتے دیکھو تو کیا وہ پیغمبر تمہیں یاد نہ آئے گا جو مصر سے مدین جاتا ہے۔ وہ حرا کے غار نشین اور کوہ سین کے تماشائی میں کیسی یکسانی نظر آتی ہے۔ مگر جو فرق ہے وہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ کی آنکھیں کھلی تھیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بند۔ حضرت موسیٰ باہر دیکھ رہے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوہ زیتون پر وعظ کہنے والے پیغمبر اور کوہ صفا پر چڑھ کر یا معاشر قریش! کہہ کر پکارنے والے میں کتنی مشابہت ہے۔ بدر و حنین اور احزاب و تبوک والے سپہ سالار اور موابیوں اور عمونیوں سے نبرد آزما پیغمبر موسیٰ علیہ السلام میں کس قدر مماثلت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے سات سرداروں کے حق میں بددعا کی تو آپ کی زندگی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مماثل تھی جب انہوں نے ان فرعونیوں پر بددعا کی جو معجزات پر معجزات دیکھنے کے باوجود ایمان نہ لائے، اور جب آپ نے اپنے قاتلوں اور دشمنوں کے حق میں دعا خیر کی تو اس وقت گویا آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قالب میں تھے جنہوں نے کبھی اپنے دشمنوں کا برا نہیں چاہا۔

جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تم مسجد نبوی کی عدالت گاہ اور پنچایتوں میں یا غزوات اور لڑائیوں میں دیکھو تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نقشہ کھنچ جائے، لیکن جب آپ کو مکانوں کے حجروں، پہاڑوں کے غاروں میں رات کی تنہائیوں اور تاریکیوں میں دیکھو تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جلوہ نظر آئے گا۔ ۲۴ گھنٹوں میں آپ کی زبان مبارک کی دعاؤں اور مناجاتوں کو سنو تو زبور والے داؤد کا تم کو دھوکہ ہوگا، فتح مکہ کے خدم و حشم اور برق و علم کے سایہ میں آپ کو دیکھو تو تزک و حشمت اور فوجوں کے سلیمان علیہ السلام کا نمونہ ہوگا۔

اگر شعب ابی طالب میں آپ کو اس طرح محصور دیکھو کہ سامان خورد و نوش بھی وہاں نہ پہونچ سکے تو مصری قید خانے کے پیغمبر کا جلوہ دکھائی دے گا۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری!

پولنگ ایجنٹس کی تقرری، کاغذاتِ نامزدگی کی واپسی اور زرِ ضمانت کے متعلق وضاحت

پولنگ ایجنٹس کی تقرری

انتخابی قوانین کے تحت ایک پولنگ سٹیشن پر ہر امیدوار صرف اتنے ہی پولنگ ایجنٹس تعین کر سکتا ہے جتنے پولنگ بوتھ اس پولنگ اسٹیشن پر ہوں۔

کاغذاتِ نامزدگی

ایک امیدوار تحریری نوٹس کے ذریعہ جو وہ خود یا اس کا ایجنٹ متعلقہ ریٹرننگ افسر کو پیش کرے کہ وہ الیکشن سے دستبردار ہوتا ہے اس طرح وہ اپنا نام واپس لے سکتا ہے اور یہ نوٹس کاغذات کی واپسی کی مقررہ تاریخ سے قبل ریٹرننگ افسر کو موصول ہونا چاہیے تاکہ امیدوار کی ضمانت ضبط نہ ہو سکے۔ نام واپس لینے کا نوٹس بعد میں کسی بھی طریقہ سے کالعدم نہیں ہو سکتا۔ نام واپس لینے کی تاریخ کے بعد اگر کوئی امیدوار الیکشن میں حصہ نہیں لیتا تو بھی وہ امیدوار تصور ہوگا۔ اور اس کا نام بلیٹ پیپر پر آئے گا۔

زرِ ضمانت

ضمانت ان امیدواروں کی ضبط ہوگی جو پول ہونے والے ووٹوں یعنی اس حلقہ میں جتنے ووٹ متعلقہ سیٹ کے لیے ڈالے گئے ہیں ان کے آٹھویں حصہ سے کم ووٹ حاصل کرے گا۔ بصورتِ دیگر انتخابات کا نتیجہ نکلنے کے بعد ہر امیدوار ریٹرننگ افسر کو درخواست دیکر زرِ ضمانت واپس لے سکتا ہے۔

امیدواران قومی و صوبائی اسمبلی توجہ فرمائیں:

قومی اسمبلی کے ہر صاحبِ ثروت امیدوار پانچ صد روپے اور صوبائی اسمبلی کے امیدوار تین صد روپے جمعیۃ کے الیکشن فنڈز کے لیے مرحمت فرما کر دینی حمیت کا ثبوت دیں، الیکشن مہم چلانے کے لیے اس کی اشد ضرورت ہے۔

حضرت مولانا محمد شریف وٹو
نائب امیر مرکزیہ جمعیۃ علماء اسلام دفتر چوک رنگ محل لاہور

ڈاکٹر احمد حسین کمال

پاکستان کے ساتھ ایٹمی تعاون

کینیڈا کے انکار کا ایک پہلو

اہل پاکستان نے بڑے دکھ اور حیرت کیساتھ یہ خبر سنی کہ کینیڈا نے کراچی کے ایٹمی بجلی گھر کے لئے ایندھن فاضل پرزے اور فنی امداد کرنے سے یک طرفہ طور پر انکار کر دیا ہے۔ اس انکار کے پیچھے جو فوری عوامل کارفرما ہیں۔ ان پر تبصرہ کرتے ہوئے پاکستان اخبارات اور رائے عامہ کے نمائندوں نے بجا طور پر نشان دہی کی ہے کہ کینیڈا کا یہ اقدام پاکستان اور فرانس کے درمیان ایٹمی ایندھن کی ری پروسیسنگ کے پلانٹ کے سودے کو ختم کرانے کے لئے امریکہ کے اشارے پر دباؤ ڈالنے کی ایک کوشش ہے۔ کینیڈا کے اس اقدام کی سنگینی کو سمجھنے کے لئے اگر ہم پاکستان کی ایندھن کی ضروریات اور اس میں برقی توانائی کی اہمیت پر ایک نظر ڈالیں تو بہتر ہوگا۔

پاکستان اس وقت اپنی ایندھن اور توانائی کی ضروریات کا پچاس فیصد تیل اور تیل کی مصنوعات سے پوری کرتا ہے۔ اور تیل کی درآمد پر ۷۳-۱۹۷۲ء میں تقریباً سات کروڑ ڈالر خرچ کئے تھے۔ یہ رقم تیل برآمد ملکوں کے حالیہ فیصلے کے نتیجے میں تیل کی قیمتوں میں ہونے والے اضافہ کی وجہ سے ۱۹۷۷ء میں چالیس کروڑ ڈالر ہو جائے گی ظاہر ہے پاکستان جیسے ایک ترقی پذیر ملک کے لئے ایندھن کی درآمد پر اتنی خطیر رقم زرمبادلہ کی صورت میں خرچ کرنا ایک بہت بڑا معاشی بوجھ ثابت ہو سکتا ہے۔ انہی اخراجات کو گھٹانے کی خاطر پاکستان نے بجلی جیسے سستے ایندھن کے حصول کی غرض سے کراچی کا ایٹمی بجلی گھر نصب کیا اور اس پر ایک خطیر رقم خرچ کی تھی۔ اسی پس منظر میں دیکھا جائے تو معاشی نقطہ نظر سے کینیڈا کے اس اقدام کی نوعیت کی سنگینی واضح ہو جاتی ہے۔

ایٹمی ایندھن کی ری پروسیسنگ کے پلانٹ کے سلسلے میں پاکستان کو جن دشواریوں اور بیرونی دباؤ کا مقابلہ کرنا پڑ رہا ہے۔ وہ صرف تنہا پاکستان کا مسئلہ نہیں ہے، بلکہ پوری تیسری دنیا کا مسئلہ ہے۔ اس سلسلے میں اہم بات یہ ہے کہ فرانس سے ایٹمی پلانٹ کی خریداری رکوانے کے لئے جو ممالک پاکستان پر دباؤ ڈالنے کے مرتکب ہو رہے ہیں، اس کی سیاسی سنگینی اس امر میں مضمر ہے کہ یہ ممالک ایک آزاد اور خود مختار ملک کے اقتدار اعلیٰ کو چیلنج کر رہے ہیں اور اس طرح وہ پاکستان پر ایک طرح سے اپنی مرضی مسلط کر رہے ہیں کہ وہ کیا کرے اور کیا نہ کرے۔ دوسرے خود مختار ملکوں پر حکم چلانے کی اس نو استعماری پالیسی کے پس منظر میں اس سے بھی زیادہ ایک اور پہلو بھی پوشیدہ ہے جس میں تیسری دنیا کی معاشی ترقی اور خوشحالی سے براہ راست تعلق ہے۔

فرانس کے ساتھ ایٹمی ایندھن کی ری پروسیسنگ کے پلانٹ کے سودے کے حسن و قبح سے قطع نظر ہم اس سودے میں مضمر تیسری دنیا کو جدید ٹیکنالوجی کی منتقلی کے پہلو کو دیکھتے ہیں۔ یہ ایک ایسا پہلو ہے جو گذشتہ کئی برسوں سے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی اور دوسرے تمام بین الاقوامی اجتماعات کا اہم پہلو رہا ہے۔ ان تمام اجتماعات میں تیسری دنیا کے ملکوں کا متفقہ مطالبہ رہا ہے کہ ترقی یافتہ مغربی ملک ترقی پذیر ملکوں کو جدید ٹیکنالوجی منتقل کریں تاکہ یہ غریب اور پسماندہ ملک معاشی خود مختاری اور خود کفالت حاصل کر سکیں۔ لیکن تیسری دنیا کی ان تمام تر کوششوں کا نتیجہ ابھی تک ڈھاک کے وہی تین پات ہے۔ بلکہ گذشتہ سال سے ترقی یافتہ مغربی ملکوں کا رویہ اس سلسلے میں سخت ہو گیا ہے اور وہ دھمکیوں پر اتر آئے ہیں۔ چنانچہ اقوام متحدہ کی کانفرنس برائے تجارت و ترقی (UNCTAD) کے نیروبی اجلاس میں امریکی وزیر خارجہ نے تیسری دنیا کے خلاف اقتصادی جنگ شروع کرنے کی دھمکی دی۔ ان کی اس دھمکی کی یورپی مشترکہ منڈی کے رکن ملکوں اور جاپان نے حمایت کر دی۔

یہ حقیقت ہے کہ پاکستان کی سابق حکومتوں نے روس کی طرف سے بڑھائے جانے والے دست تعاون کو جھٹک کر اس لئے امریکہ کے ساتھ فوجی اور سیاسی اتحاد کر لیا تھا کہ شاید اس طرح وہ مغربی ملکوں کی مدد سے ملک کو معاشی طور پر خوش حال بنا سکیں گے۔ مگر تجربہ شاہد ہے کہ نتیجہ ان توقعات کے بالکل برعکس نکلا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ بیس سال تک مسلسل کوششوں کے باوجود امریکہ اور دوسرے مغربی سرمایہ دار ملکوں نے پاکستان میں فولاد سازی کے کارخانے کے قیام میں مدد دینے سے انکار کر دیا۔ بالآخر پاکستان کو روس کی پیشکش قبول کرنی پڑی جو اس نے پاکستان میں اسٹیل ملز کے قیام میں مدد دینے کے لئے آزادی کے ابتدائی سالوں میں کی تھی اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ معیشت کی شریانوں میں لہو بن کر دوڑنے والے تیل اور گیس کی تلاش کے سلسلے میں بھی مغربی ملکوں نے پاکستان کی کوئی مدد نہیں کی بلکہ اس میدان میں مدد دینے کے نام پر ان ملکوں نے پاکستان کو دھوکہ دیا اور ایک کثیر رقم تیل کی تلاش کے نام پر ضائع کرا دی۔

اس حقیقت کا انکشاف گذشتہ دنوں آئل اینڈ گیس کارپوریشن کے چیئرمین جناب شہزادہ صادق نے ڈھوڈک میں تیل کی دریافت کی تفصیلات بتاتے ہوئے کیا۔ انہوں نے اخباری نمائندوں کو بتایا کہ مختلف مغربی کمپنیوں نے تیل کی تلاش کے لیے جو

کنوئیں کھودے تھے۔ ان میں سے بیشتر مطلوبہ گہرائی تک نہیں کھودے گئے ہیں۔ حالانکہ یہ کنوئیں اس علاقے میں کھودے گئے ہیں۔ جس کے بارے میں روسی ماہرین وثوق سے کہہ چکے ہیں کہ یہاں تیل موجود ہے۔ روسی ماہرین کے دعوے کی صداقت اس حقیقت سے عیاں ہے کہ اب تک ملک میں جو تیل دریافت ہوا ہے وہ اسی پٹی میں ہوا ہے۔ جس کی نشاندہی ان روسی ماہرین نے کی تھی۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ کراچی سے پنڈی تک تیس میل چوڑی پٹی ہے جہاں تیل کا ذخیرہ موجود ہے۔ مغربی کمپنیوں نے کہیں بھی تیل نکال کر نہیں دیا۔ جب کہ آئل اینڈ گیس کارپوریشن کے ماہرین نے جو ۱۹۶۱ء میں روس کے فنی اور معاشی تعاون کے نتیجے میں قائم ہوئی تھی۔ اسی پٹی میں کئی جگہ تیل دریافت کر لیا ہے۔ اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ تیل کی تلاش کا معاملہ ہو یا فولاد سازی کا کارخانہ، یا بھاری اور بنیادی صنعتوں کے قیام کا معاملہ ہر میدان میں پاکستان کو جو بھی جدید ٹیکنالوجی اور معلومات حاصل ہوئی ہیں وہ سب کی سب سوشلسٹ ملکوں سے ہی حاصل ہوئی ہے۔ اس چیز کو ہم دوسرے کم ترقی یافتہ اور پس ماندہ ملکوں میں بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ ان تمام ملکوں کے اہم صنعتی منصوبے، جن میں جدید ٹیکنالوجی اور فنی مہارت اور معلومات کی ضرورت ہوتی ہے سوشلسٹ ملکوں کے تعاون کا نتیجہ ہیں۔

جدید ٹیکنیات اور فنی معلومات کی منتقلی کے لئے تیسری دنیا کی جدوجہد کے سیاسی شعبے میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ جہاں مغربی ملک اس جدوجہد کی مخالفت کر رہے ہیں، وہاں اشتراکی ملک اس جدوجہد کی حمایت کر رہے ہیں۔ اس حمایت کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے عام اور خصوصی دونوں قسم کے اجلاسوں کی کارروائیوں اور ریونکٹاڈ کی نیروبی کانفرنس کی کارگزاریوں میں بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ ان تمام اجتماعوں میں اشتراکی ملکوں نے اجتماعی اور انفرادی دونوں سطحوں پر تیسری دنیا کے موقف کی حمایت کی ہے۔ غرض یہ کہ اب تیسری دنیا جدید ٹیکنالوجی، فنی مہارت اور معلومات کے لئے صرف مغربی ملکوں کی محتاج نہیں ہے، بلکہ اشتراکی دنیا کی صورت میں اس کے سامنے ایک اور دروازہ کھلا ہوا ہے، جہاں سے یہ چیزیں تیسری دنیا باآسانی حاصل کر سکتی ہے۔

امریکہ، کنیڈا اور دوسرے مغربی ملکوں کی طرف سے پاکستان اور فرانس کے درمیان ایٹمی ری پروسیسنگ پلانٹ کے سودے کی مخالفت کو اگر ہم غور سے دیکھیں تو اس میں جو پہلو ہم کو نمایاں نظر آتا ہے وہ یہی ہے کہ یہ ترقی یافتہ سرمایہ دار ملک مختلف حیلوں اور بہانوں سے تیسری دنیا کو، جس میں پاکستان بھی شامل ہے، جدید ٹیکنالوجی اور فنی مہارت کی منتقلی کی مخالفت کر رہے ہیں۔ ان استعماری اور ترقی یافتہ سرمایہ دار ملکوں کی جانب سے جدید ٹیکنالوجی کی تیسری دنیا کو منتقلی کی مخالفت کا مقابلہ کوئی بھی ملک تنہا نہیں کر سکتا ہے، اس کے لئے ضروری ہے کہ تیسری دنیا کے ملک ایک مشترکہ پروگرام پر متحد ہوں، یہ مشترکہ پروگرام غیر وابستہ ملکوں کی جانب سے پیش کئے جانے والے مطالبات کے منشور کی صورت میں ان ملکوں کے سامنے پہلے سے موجود ہے۔ اب ضرورت مشترکہ اقدام کی ہے۔ اس سلسلے میں دوسرا سوال یہ ہے کہ تیسری دنیا کب تک مغربی ملکوں کے مسلسل انکار کے باوجود جدید ٹیکنالوجی اور فنی مہارت کے حصول کے لئے ان نو استعماری ترقی یافتہ سرمایہ دار ملکوں پر تکیہ کرے گی۔ کیا اب وقت نہیں آیا کہ تیسری دنیا اپنی ضروریات کی تکمیل کے لئے نئے ذرائع تلاش کرے جو پہلے سے اشتراکی ملکوں کی صورت میں موجود ہے۔ اگر پاکستان کراچی کے ایٹمی بجلی گھر کو ٹھپ کرانے کے کنیڈا کے حالیہ اقدام کے اثرات سے بچنے کے لئے کسی اشتراکی ملک سے تعاون حا[صل] کرے گا تو وہ اپنے اس اقدام میں حق بجانب ہو[گا] کیونکہ وہ مغربی ملکوں کی خواہشات کے آگے ہتھ[یار] ڈال کر اپنی معیشت اور اقتدار اعلےٰ کو داؤ پر نہ[یں] ...

پریس ریلیز

کچھ بلامقابلہ کامیاب ہونے والوں کے بارے میں

ملک کے مختلف حصوں سے موصول ہونے والی اطلاعات نے مطابق پی این اے (قومی اتحاد) پاکستان کے نمائندوں کو انتہائی مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے خبروں کے مطابق مخالف امیدواروں کے لئے ناگفتہ بہ صورت حال پیدا کر کے پاکستان پیپلز پارٹی کے نمائندوں کو بلامقابلہ "کامیاب" کرنے کا اعلان کیا جا رہا ہے۔ آج ملتان سے آمدہ اطلاع کے مطابق پنجاب کے وزیر اعلیٰ نواب صادق حسین قریشی کے مدمقابل پی این اے کے امیدوار احسان باری کے مجوز راو ظفر اقبال کو عین اس وقت حراست میں لے لیا گیا جب کہ وہ اپنے وکلاء اشرف خان صاحب اور شیخ خضر حیات صاحب کے ہمراہ کاغذات نامزدگی داخل کرانے جا رہے تھے۔ یہ کاغذات بی اے آر حفیظ اللہ خان کی عدالت میں جمع ہونے تھے۔ لیکن احاطہ کچہری بالعموم اور یہ عدالت بالخصوص پولیس کے نرغہ میں تھی۔ حتیٰ کہ کمرہ عدالت کی چھت پر بھی پولیس موجود تھی۔ گویا عدالت اور بی اے آر صاحب بھی ایک طرح کی "حراست" کا شکار تھے۔ اور جب وقت گذر گیا تو اعلان ہو گیا کہ چونکہ کوئی دوسرا نہیں آیا۔ لہٰذا نواب صاحب "بلامقابلہ" ممبر پنجاب اسمبلی منتخب ہو گئے

سندھ جہاں "تھوک" کے حساب سے پی پی پی کے نمائندے بلامقابلہ "منتخب" قرار دیئے گئے ہیں۔ اس کی ایک ہلکی سی جھلک ملاحظہ فرمائیں۔ یہ صورت حال ان لوگوں کی بتلائی ہوئی ہے۔ جو واقعات کے عینی شاہد ہیں۔

- نیشنل اسمبلی ۱۶۳ / لاڑکانہ ۱ میں مسٹر بھٹو کے مقابلہ میں مولانا جان محمد عباسی اور این ڈی پی کے محمد قاسم صاحب تھے۔
- جب کہ نیشنل اسمبلی ۱۶۴ / اور ۱۶۵ / لاڑکانہ ۲ اور ۳ میں ممتاز بھٹو اور مسٹر یوسف چانڈیو کے مدمقابل جمعیت علماء اسلام کے مولانا مولوی عبدالغفور شاہ اور مولانا عبدالقادر تھے۔ اور یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ "قائد عوام" کے آبائی ضلع میں پی این اے کے نمائندے غیر قانونی حراست میں رکھے گئے، کارکن گرفتار کئے گئے اور یوں بلامقابلہ منتخب ہونے کا اعلان ہو گیا۔
- نیشنل اسمبلی ۱۵۴ / سکھر ۴ میں نور محمد لنڈ کے مدمقابل قومی اتحاد کے نمائندے حاجی محمود احسن آف شریف تھے۔
- نیشنل اسمبلی ۱۵۵ / جیکب آباد ۱ میں مہران خان بجرانی کے مقابل قومی اتحاد کے بھاؤ الدین منگوار تھے۔
- نیشنل اسمبلی ۱۵۷ / نواب شاہ ۱ میں عبدالفتاح میمن کے مقابل قومی اتحاد کے سردار عبداللطیف تھے۔
- نیشنل اسمبلی ۱۵۸ / نواب شاہ ۲ میں غلام مجتبیٰ اسجوئی کے مقابل قومی اتحاد کے محمد یعقوب قادری تھے۔ اور ٹھٹھ کی نشست پر اتحاد کے نمائندے مولانا نور محمد آف سجاول تھے۔ لیکن اتحاد کے ان تمام نمائندوں کو یا تو اغوا کر لیا گیا۔ اور یا گرفتار کر لیا گیا اور شام ۵ بجے کے بعد رہا کر دیا گیا۔ کئی ایک مقامات پر مجوز و موید حضرات بھی گرفتار ہوئے۔ بعض لوگ ابھی تک گرفتار یا لاپتہ ہیں۔

صوبائی اسمبلی سندھ کی صورتحال

- سکھر ۱ خان محمد نبردار پی پی پی کے مقابل حاجی محمود احسن اور مولوی محمد بشیر۔
- سکھر ۳ حاجی انور مہر پی پی پی کے مقابل حاجی محمود احسن مولوی عبدالمجید غلام مرتضیٰ شاہ۔
- سکھر ۴ مجیب پیرزادہ پی پی پی کے مقابل مولوی عبدالرزاق، مولوی محمد یوسف عبداللہ کاکے پوٹا۔
- سکھر ۱۰ آفتاب میرانی پی پی پی کے مقابل مولوی محمد عالم اور مولوی غلام قادر،
- جیکب آباد ۱ شاہ علی ڈونکی پی پی پی کے مقابل مولوی محمد عبداللہ کھوسہ،
- جیکب آباد ۲ میر سندر خان سندرانی پی پی پی کے مقابل حاجی علی نواز کھوسہ،
- جیکب آباد ۳ میر ہزار خان بجارانی پی پی پی کے مقابل سید احمد شاہ صاحب،
- جیکب آباد ۴ در محمد اوستو پی پی پی کے مقابل ملک الطاف حسین اور مولوی کمال دین،
- نواب ۱ پی پی پی کے غلام مہدی کے مقابل فلک شیر اور محمد شریف،
- قومی اتحاد کے ان تمام نمائندوں اور کئی ایک جگہ ان کے مجوز و موید حضرات کو گرفتار کر لیا گیا اور بعض ابھی تک گرفتار ہیں جب کہ بعض کو شام کے قریب رہا کر دیا گیا۔
- مزید یہ کہ ایک رہنما ماندل سنر اغوا کر لیا گیا وہ بھی دوسرے لوگوں سمیت اب تک لاپتہ ہے اس کے علاوہ مصدقہ اطلاعات کے مطابق بعض مقامات پر ریٹرننگ آفیسر اپنے دفاتر تک نہیں گئے بلکہ اپنے بنگلوں پر پی پی پی کے نمائندوں کے کاغذات وصول کئے۔
- بعض مقامات پر دفاتر کو ایک رات پہلے ہی مسلح غنڈوں اور پولیس وغیرہ سے گھیر لیا۔ اگلے دن شام تک گھیرے رکھا۔
- شکارپور میں قومی اتحاد کے نمائندے اور ان کے رفقاء پر پی پی پی کے غنڈوں اور پولیس نے مل کر دھاوا بول دیا۔ لڑائی دست بدست

ہوئی۔ ٹھٹھ میں نامزدگی کی گئی۔ جمعیت علماء اسلام کے مولانا محمد [illegible] سمیت متعدد لوگ شدید زخمی

حکمران پارٹی

حالات و واقعات کے آئینہ میں :

اسعد رحمانی کے قلم سے :

انتخاب کا اعلان ہوگیا۔ ۷ مارچ کی تاریخ آیا ہی چاہتی ہے اس دن پاکستان کے عوام آئندہ کے لئے فیصلہ کریں گے کہ ملک کی زمام قیادت کس کے سپرد کی جائے ۔؟

اس وقت ملک میں جو صورت حال ہے اس کے مطابق مؤثر ترین مقابلہ "قومی اتحاد" اور پاکستان پیپلز پارٹی کے درمیان ہوگا۔ پاکستان پیپلز پارٹی جو نام ہے۔ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کا اقتدار کا ایک دور پورا کر چکی ہے اور بھٹو صاحب تو اس سے پہلے بھی اقتدار کے مزے لوٹ چکے ہیں۔ اور اب وہ پھر "بادشاہ" بننے کے لئے میدان میں ہیں۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کے احوال و کیفیات وعدوں وغیرہ کا سرسری جائزہ لیا جائے۔ تاکہ ملکی عوام کے سامنے صحیح صورت حال آجائے اور وہ سوچ سمجھ کر فیصلہ کر سکیں ہماری معروضات گویا ایک آئینہ ہے۔ خدا کسی کو اس آئینہ میں اپنی شکل دیکھنے کی توفیق دے۔ بالخصوص پیپلز پارٹی اور اس کے بڑے صاحب کو ——— یقین کریں اگر وہ دیکھ لیں تو کیفیت یہ ہوگی۔

ع آئینہ دیکھ اپنا سا منہ لے کے رہ گئے
صاحب کو اپنے حسن پہ کتنا غرور تھا

تو سنیئے!

● سکندر مرزا کا دور ہے۔ جانتے ہیں، صاحب کون سکندر مرزا؟ صادق بنگال جیسے قومی مجرم کے خاندان کا فرزند دلبند ——— اس کے اعمال و کرتوت کی ہر کسی کو خبر ہے۔ اسی ذات شریف نے آنجناب جیسے "گوہر بے بہا" کو درآمد کیا۔ اس وقت آپ امریکہ میں پڑھانے کا شغل فرما رہے تھے۔ آپ کی آمد کا فوری فائدہ یہ ہوا کہ ملک مارشل لا۔ کا شکار ہوگیا اور سکندر مرزا نے جس مکر و فریب کا جال بچھایا تھا خود ہی اس کی نذر ہوگیا۔ لیکن غالباً آپ کے سر پر "ہما" کا سایہ پڑ چکا تھا۔ اس لئے آپ کے لئے ایوب خان بھی سکندر مرزا سے کم نہ تھا۔ سکندر تو چلا گیا یا ذلت و رسوائی سے رخصت کر دیا گیا۔ لیکن آپ ایوب کابینہ میں برابر رہے۔ ایوب بھٹو تعلقات کا مسئلہ ڈھکا چھپا نہیں گہری محبت، گہرا پیار،

● بھٹو صاحب خوب اور خوب اس وقت چمکے جب انہوں نے ۶۵ء کی جنگ کے موقعہ پر یو۔این۔او میں دھواں دھار تقریر کی۔ اس تقریر میں جوش تھا۔ جذبات تھے، آنسو تھے یہ معلوم نہیں یہ آنسو یوسف علیہ السلام کے باپ جیسے تھے یا بھائیوں جیسے؟ بہر حال آنسو تھے اور خوب! لیکن آنسو کا یہ سیل رواں تاشقند میں جاکر خشک ہوگیا اور تاشقند سے آپ لوٹے تو بجھے بجھے سہمے سہمے!

● ایوب سے دیرینہ تعلقات ختم کر کے آنجناب سامنے آئے تو ریلوے سٹیشنوں پر ایک بار پھر آنسو بہا بہا کر انہوں نے قوم کو اپنی طرف متوجہ کیا اور پنجاب کے من چلے عوام نے ان کا وہ رومال جو آنسوؤں سے تر تھا ہزاروں کی بولی میں خرید کر ایک نئی روایت قائم کی۔

● ایوبی دور کا چل چلاؤ تھا۔ ملک کی مختلف سیاسی جماعتیں متحد ہو کر ایوب سے مذاکرات کا سوچ رہی تھیں تاکہ ملک کسی حادثہ کا شکار ہوئے بغیر بہتر راہ پر آجائے لیکن "اِدھر" بھٹو صاحب اور "اُدھر" بھاشانی صاحب نے اس گول میز کانفرنس کو سبوتاژ کر کے "محب وطن" ہونے کا مظاہرہ کیا اور جنہوں نے مذاکرات کیئے وہ گردن زدنی ٹھہرے سرمایہ داروں کے ایجنٹ ٹھہرے اور نہ معلوم کیا کیا!

● "اُن سرمایہ داروں کے ایجنٹوں" (بقول بھٹو صاحب) کے مذاکرات ناکامی کا شکار ہوئے تو ملک نئی افتاد کا شکار ہوگیا۔ اور "یحیٰی خان" ایوب کے جانشین کے طور پر سامنے آگئے۔

● یحیٰی خان کے دور کا ایک حصہ خاموشی میں گذرا اب بھٹو صاحب کے نہ آنسو تھے نہ جوش اور نہ جذبات!

● اور جب ۷۰ء میں انتخابات کا اعلان ہوا تو آنجناب اپنی نوزائیدہ پارٹی، پاکستان پیپلز پارٹی کو لے کر میدان میں آگئے۔ یاد رہے کہ اس وقت کے "اصلی پاکستان" کا اکثریتی صوبہ "مشرقی پاکستان" میں آنجناب کا کچھ نہ تھا اسی طرح سرحد و بلوچستان کے دو انتہائی حساس صوبوں میں آپ برائے نام تھے۔ جب کہ اپنے آبائی صوبہ سندھ میں بھی واجبی طور پر البتہ "گھبرو جوانوں" کے صوبہ پنجاب میں آپ کو زیادہ اہمیت حاصل تھی لطف یہ ہے کہ پنجاب کے بڑے بڑے جاگیردار، مل آنرز سرمایہ دار و صنعت کار اس غریب پارٹی میں شامل ہوگئے۔ اور بعض ایسے بھی تھے جن کی شمولیت کسی "اُوپر" کی مرہون منت

تھی۔

● بھٹو صاحب کا پروگرام اور منشور عجیب قسم کا تھا۔ اسلام، جمہوریت، سوشلزم کی تثلیث کے برتے پر انہوں نے ملک میں عجیب صورت حال پیدا کر دی۔ اس کے ساتھ ہی ان کا جو نعرہ سب سے زیادہ پنجاب کے عوام کے لئے دل پسند اور من بھاتا تھا، وہ تھا۔

بھارت سے طویل جنگ کا نعرہ

● ان نعروں اور پروگرام کی بنیاد پر وہ مغربی حصہ کے اکثریتی لیڈر بن کر سامنے آ گئے۔ تمام تر مدار پنجاب اور کسی درجہ میں سندھ پر تھا۔ جب کہ بلوچستان میں صفر اور سندھ میں محض ایک آدمی منتخب ہو سکا، اس سے بھی تیلا نہ ہوا وہ اب نیشنل ڈیموکریٹک پارٹی سرحد کا سربراہ ہے اور جیل میں ہے۔ بھٹو صاحب خود بھی ڈیرہ اسمٰعیل خان میں چاروں شانے چیت گر گئے

فیا للعجب!

● اس الیکشن میں جو پارٹیاں کامیاب ہوئیں ان میں اکثریتی اور غالب حصہ شیخ مجیب الرحمٰن کی عوامی لیگ کا تھا اور وہ اس کے مستحق تھے کہ انہیں متحد ملک کا سربراہ تسلیم کیا جاتا ان کی اسی آئینی حیثیت کے پیش نظر یحییٰ خان نے انہیں "وزیر اعظم" کہا تھا۔ لیکن خدا معلوم وہ کیا مصالح تھیں کہ بھٹو صاحب اس سے الرجک تھے۔ اور اصرار تھا کہ ان کو حصہ رسدی دیا جائے۔

● یہ نو منتخب اسمبلی دراصل "آئین سازی" کا مرحلہ طے کرنے کے لئے تھی اور اس کے لئے جب یحییٰ خان نے اعلان کیا تو بھٹو صاحب بگڑ گئے۔ اور ان کا بگاڑ مشرقی حصہ ملک کی علیحدگی پر منتج ہوا۔ یہ داستان انتہائی دلخراش اور افسوسناک ہے۔ اس لئے اس کی تفصیل کی قطعاً ضرورت نہیں۔

● تاہم بطور یاد دہانی اتنا عرض کر دوں کہ یحییٰ خان نے ملک کی گرتی دیواروں کو سہارا دینے کے لئے جس عجیب و غریب کابینہ کا اعلان کیا۔ اس کے سربراہ نور الامین صاحب اور نائب بھٹو صاحب تھے۔ اس کے ساتھ ہی وہ وزیر خارجہ بنائے گئے۔ اور اسی حیثیت میں وہ یو۔ این۔ او گئے۔ لیکن انہوں نے پولینڈ کی اس درخواست کو پھاڑ کر پھینک دیا۔ جس میں مجیب الرحمٰن صاحب سے سیاسی مصالحت پر زور دیا گیا۔

● وہاں آپ انفلوئنزا کا بھی شکار ہوئے لیکن جونہی مشرقی حصہ علیحدہ ہو گیا یا کر دیا گیا۔ ہر طرح تندرست ہو کر اسلام آباد آ گئے اور صدارت کا حلف لیا کس سے یحییٰ خان سے! یہ نئی روایت تھی، فیا للعجب!

● اب آپ صدر بھی اور مارشل لاء کے سربراہ بھی۔ غالباً یہ دنیا کی تاریخ میں واحد مثال تھی کہ ایک سیاسی پارٹی کا سربراہ جمہوریت کا علمبردار اور اسمبلی میں اکثریت کا مدعی "فوجی وردی" پہن کر تخت پر متمکن ہوا۔

● یہ تو ہوا کہ اس وقت جسٹس محمود صاحب کی قیادت میں ایک کمیشن کا اعلان ہوا جس کا کام مشرقی پاکستان کی علیحدگی پر غور کرنا تھا۔ لیکن اس کی رپورٹ ہنوز راز ہے۔ اور یحییٰ خان "آرام" کی زندگی گذار رہا ہے۔ جبکہ تقاضا یہ تھا کہ اسے عدالت میں لایا جائے یہ صورت حال لوگوں کے ذہن میں عجیب عجیب سوالات جنم دے رہی ہے اور لوگ سوچنے پر مجبور ہیں کہ اتنے عظیم حادثہ کا اس طرح راز بنانا آخر کیا وجہ ہے؟

● جمعیت علماء اسلام اور نیشنل عوامی پارٹی کی جدوجہد سے مجبور ہو کر ملک "عوامی مارشل لاء" لعنت سے پاک ہوا۔ اور آئینی حکومتیں معرض وجود میں آئیں لیکن "عوامی" مارشل لاء کے بجائے ہنگامی حالات ڈی پی آر اور دفعہ ۱۴۴ جیسی لعنتیں ملک کا مقدر بن گئیں۔

● سرحد و بلوچستان کی آئینی حکومتیں ان کی بے آئینی کا شکار ہو گئیں اور اس کے بعد ان دونوں صوبوں میں امن و سکون، آرام مستحکم حکومت جیسی کوئی چیز نظر نہ آئی۔ وعدوں کا کوئی علاج نہیں۔

● پنجاب و سندھ ان کے اپنے صوبے تھے۔ لیکن یہاں بھی حکومتیں اور حکمران مسلسل ذہنی کشمکش کا شکار رہے اور آپ کی مرضی کے بغیر کوئی بھی کچھ کرنے کی پوزیشن میں نہ تھا۔ (حالات اس پر شاہد ہیں)۔

● اسلام ان کے منشور کی پہلی سطر ہے۔ لیکن "اسلام" نوحہ کناں ہے۔ اسلامی مشاورتی کونسل ضرور موجود ہے۔ لیکن اس میں کتنے اہل علم ہیں؟ اور اس کی کارکردگی کیا ہے؟ فریضہ حج کے متعلق بھٹو صاحب کے وزیر کوثر صاحب لمبی چوڑی تقاریر جھاڑتے ہیں۔ لیکن پابندیاں بڑھ گئیں۔ رقوم بڑھ گئیں۔ اور کوٹہ کم ہو گیا۔ قادیانی مسئلہ کا بڑا شور ہے۔ لیکن آئینی تقاضے ہنوز تشنہ ہیں۔ اور مرزائی بدمست گھوڑے کی طرح بگٹٹ دوڑ رہے ہیں۔ اب جمعہ کی چھٹی کی قسط سامنے آئی ہے۔ لیکن یہ کوئی نہیں بتاتا کہ پہلے دن سے اپوزیشن کے ایک ممبر صفی اللہ صاحب آف دیر کی قرارداد سرد خانہ کا شکار ہے۔

● جمہوریت تو صاحب جانے دیں۔

ہنگامی حالت، اسپیشل عدالتیں عدلیہ کا دائرہ تنگ کرنا۔ ڈی پی آر دفعہ ۱۴۴، ذرائع ابلاغ پر تسلط، پریس ٹرسٹ کا استحکام صوبوں کی حکومتوں میں جابجا مداخلت، ممبران اسمبلی کے بجائے خود ہی کسی کو اٹھانا اور کسی کو بٹھانا، لاتعداد رہنماؤں، کارکنوں کا جیل میں موجود ہونا ہے۔

ع قیاس کن زگلستان من بہار مرا

● سوشلزم کا مفہوم بقول بھٹو صاحب غریبوں کی حالت سدھارنا تھی۔ لیکن غریب کی مشکلات کا ہر کسی کو علم ہے۔ لیکن آج آٹا، دال، گوشت سبزی، دودھ کا جو حال ہے وہ معلوم ہے۔ سیمنٹ، بجری، ریت اور اینٹ کا حشر چھپا ہوا نہیں کپڑا، دوائیں اور تعلیم، کارخانے نیشنلائز کئے گئے۔ لیکن فائدہ کے بجائے نقصان ہوا مالک اور مزارعہ کے تعلقات اور خراب ہوئے۔ کارخانہ دار اور مزدور کے تعلقات مزید بگڑ گئے۔ نئے نئے جاگیردار، سرمایہ دار

باقی صد ۱۸

جنوبی ایشیا میں

کارٹر کی خارجہ پالیسی کے امکانات

تحریر
عنایت اللہ خان

۲۰ جنوری سے امریکہ کے موجودہ صدر، صدر فورڈ صرف جیرالڈ فورڈ کہلانے لگیں گے۔ اور جمی کارٹر صدر جیمس کارٹر کہلانے لگیں گے۔ امریکی دارالحکومت واشنگٹن میں واقع ایوانِ صدر وہائٹ ہاؤس کے مکینوں میں یہ تبدیلی ہمارے برصغیر جنوبی ایشیا پر کیا اثرات مرتب کرے گی۔؟ یہ سوال ہم میں سے ہر ایک کے لیے ہمارے سیاسی مسلکوں اور نظریوں میں اختلاف کے باوجود اہم ہے۔ اس لیے کہ نہ صرف ایک سپر پاور ہے، بلکہ وہ سرمایہ دار دنیا کا لیڈر بھی ہے جس کی وجہ سے دوسرے سرمایہ دار ملک اس کی پیروی کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ ہمارا اپنا تجربہ شاہد ہے کہ امریکی حکمتِ عملی اور پالیسی نے ماضی میں ہمارے سیاسی، سماجی اور معاشی ارتقاء کو بہت متاثر کیا ہے۔ حتیٰ کہ دوسرے ملکوں کے ساتھ اپنے تعلقات میں بھی ہم امریکی پالیسیوں کے اثرات سے محفوظ نہیں رہ سکے ہیں۔

امریکہ کی عالمی حکمتِ عملی کے مفادات میں برصغیر جنوبی ایشیا کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ مشرقِ وسطیٰ کی صورت حال ہو یا جنوب شرق ایشیا کے معاملات بحر ہند میں بالادستی قائم کرنے کی کوششیں ہوں یا ایک نئے بین الاقوامی معاشی و تجارتی تعلقات کے نظام کے لیے تیسری دنیا کی جد وجہد، ہر مسئلے میں برصغیر جنوبی ایشیا کی امریکہ کے لیے زبردست اہمیت ہے۔

اس لیے کہ بنگلہ دیش، ہندوستان اور پاکستان تینوں ملک بحر ہند کے ساحلوں پر واقع ہیں پاکستان کی سرحد امریکہ کے فوری حریف روس سے کوئی زیادہ دُور نہیں ہے۔ اور چین کے ساتھ اس کی طویل مشترکہ سرحد ہے اور ایک مسلمان ملک ہونے کی حیثیت سے مشرقِ وسطیٰ میں پاکستان ایک مؤثر سیاسی کردار ادا کر سکتا ہے۔ ماضی میں پاکستان نے مشرقِ وسطیٰ میں اپنے کردار کی حیثیت اور اہمیت منوا بھی لی ہے۔ ادھر ہندوستان جو آبادی کے لحاظ سے چین کے بعد دنیا کا دوسرا بڑا ملک ہے، رقبے کے لحاظ سے بھی خاصا بڑا ملک ہے، اگر پاکستان سینٹو کا رکن ہے تو ہندوستان غیر وابستگی کی تحریک کے بانی ملکوں میں سے ہے۔ اور اس تحریک کا اب تک رکن چلا آرہا ہے۔ اس کے علاوہ ہندوستان نہ صرف بحر ہند کے ساحل پر واقع ہے بلکہ چین کے ساتھ اس کی سرحد مشترک ہے۔ بلکہ ہندوستانی صوبہ مغربی بنگال کے ساتھ مشترکہ آبادی اور مشترکہ زبان کا رشتہ بھی رکھتا ہے۔ برصغیر کے ان تینوں ملکوں کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ تینوں ملک بحر ہند میں جہازرانی کی بین الاقوامی شاہراہ پر واقع ہیں۔ اس لیے بحر ہند میں بالادستی حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ امریکہ کے ان تینوں ملکوں سے تعلقات اچھے ہوں۔

جہاں تک جنوبی ایشیا برصغیر کی موجودہ صورت حال کا تعلق ہے یہ صورتِ حال مجموعی طور پر امریکہ کے حق میں ہے۔ پاکستان کے ساتھ امریکہ کے تعلقات نہ صرف دوستانہ ہیں، بلکہ دونوں ملک سینٹو اور دوطرفہ فوجی تعاون کے معاہدوں کے تحت ایک دوسرے کے حلیف ہیں اور دونوں ملکوں کے درمیان معاشی، سیاسی اور تہذیبی تمام شعبوں میں تعاون جاری ہے۔ وزیر اعظم بھٹو نے بار بار یقین دہانی کرائی ہے کہ ان کی حکومت سینٹو اور امریکہ کے ساتھ کیے ہوئے دیگر فوجی معاہدوں سے الگ ہونے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی ہے۔ جیسا کہ توقع

ہندوستان، جسے اپنے قریب لانے کے لیے امریکہ زر اور زور دونوں صَرف کر رہا ہے، تیزی کے ساتھ امریکہ کے قریب آرہا ہے۔ اس صورت حال کو جہاں ہندوستانی معیشت میں امریکی اثر و نفوذ اور امریکی اور ہندوستانی سرمایہ داروں کی مشترکہ سرمایہ کاری کی صورت میں دیکھا جا سکتا ہے۔ وہاں اندرا گاندھی کی حکمران کانگریس کی طرف سے اپنے مشکل وقتوں کی ساتھی کمیونسٹ پارٹی کے خلاف مہم کی صورت میں دیکھا جا سکتا ہے۔ لیکن قرائن بتلاتے ہیں کہ امریکہ ہندوستان کی پالیسی میں آنے والی اس تبدیلی سے مطمئن نہیں ہے۔ بلکہ اندرا گاندھی جتنا کچھ دینے کی پیشکش کر چکی ہے امریکہ اس سے کہیں زیادہ کا مطالبہ کرتا ہے اور اسے خوش کر کے یا دھمکا کر اپنا مقصد پورا کرنا چاہتا ہے۔ چنانچہ گذشتہ سال اندرا گاندھی کے خلاف دائیں بازو کی اختلافیہ مہم ابھی جاری ہے اور انہی دنوں میں امریکہ نے پاکستان اور فرانس کے درمیان ایٹمی ری پروسیسنگ پلانٹ کی خریداری کو رکوانے کے لیے دباؤ ڈالنا شروع کیا۔ گذشتہ سال امریکہ کے صدارتی انتخابات کے دَوران بھی یہ مسئلہ انتخابی مہم کا حصّہ رہا اور ابھی جمی کارٹر نے اپنا عہدہ سنبھالا بھی نہیں تھا کہ کینیڈا نے کراچی کے ایٹمی بجلی گھر کو ایندھن، فاضل پرزے اور دیگر فنی امداد بند کرنے کا اعلان کیا۔ ظاہر ہے کہ یہ ہندوستان کو خوش کر کے اپنے قریب لانے کے لیے امریکہ کی ایک اور کوشش ہے۔

بنگلہ دیش گو کہ اپنے قیام کے وقت سے کافی عرصہ بعد تک برصغیر میں امریکہ کا مخالف ملک سمجھا جاتا تھا۔ ایک وجہ اس کی بنگلہ دیش کی جانب

امریکہ کا لاتعلقی اور ایک حد تک مخالفانہ رویّہ بھی تھا۔ لیکن ۱۰ر اگست ۱۹۷۵ء کو شیخ مجیب الرحمٰن کے قتل کے ساتھ صورت حال یک لخت بدل گئی اور امریکہ اور بنگلہ دیش کافی قریب آ گئے اور امریکہ نے بنگلہ دیش کو غذائی امداد دینی شروع کی جو اس نے پہلے روک رکھی تھی۔ مجیب حکومت کے خاتمے کے بعد ہندوستان اور بنگلہ دیش کے تعلقات میں فرخا بند کے سوال نے کافی کشیدگی پیدا کر لی ہے اور اب یہ تنازعہ اقوام متحدہ تک پہونچ گیا ہے۔ ادھر بنگلہ دیش کی موجودہ حکومت کی جانب سے ہندوستان پر موجودہ حکومت کے مخالفین کی مدد کرنے کے الزامات میں کافی شدت پیدا ہو گئی ہے۔ بنگلہ دیش کی موجودہ حکومت کی ہندوستان کے بارے میں پالیسی اور فرخا بند نے درحقیقت ہندوستان کو امریکہ کے قریب لے جانے میں ایک اہم خارجی عنصر کا کام کیا ہے۔

گو کہ اس وقت مجموعی طور پر برصغیر کی فضا امریکہ کے حق میں ہے، لیکن کارٹر اور اس کے نامزد وزراء کے بیانات سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ برصغیر کے ملکوں کی پالیسیوں میں مزید تبدیلیوں کا تقاضا کرے گا۔ امریکہ کی یہ کوشش ہوگی کہ وہ بحرِ ہند کو امن کا خطہ بنانے کے لیے ڈیگو گارسیا میں امریکی اڈے کے قیام کی مخالفت نہ کریں، بحرِ ہند میں امریکی بحری بیڑے کی سرگرمیوں پر معترض نہ ہوں اور جہاں تک غیر ملکی بوجھ تلے دبے ہوئے ہیں اور ان قرضوں میں سب سے زیادہ قرضے امریکہ ہی کے ہیں۔ تینوں ملکوں کو اپنے خام مال کی مناسب قیمتیں چاہئیں جو امریکہ اور دوسرے ترقی یافتہ سرمایہ دار ملک دینے کے لیے تیار نہیں۔ تینوں ملکوں کو آسان شرائط پر جدید ٹیکنیات اور فنی معلومات کی ضرورت ہے تاکہ اپنی معاشی ترقی کو آگے بڑھا سکیں۔ تینوں ملک بحرِ ہند کو امن کا خطہ بنانے پر متفق ہیں، مگر ڈیگو گارسیا کا امریکی اڈہ اس راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ یہ تینوں ملک مشرقِ وسطیٰ میں امن چاہتے ہیں اور اس کے لیے اسرائیلی نشانات کو مٹانا اور فلسطینی عربوں کے حقوق تسلیم کرنا ضروری ہے، مگر امریکہ اس سلسلے میں اسرائیل پر کسی قسم کا دباؤ ڈالنے کے لیے تیار نہیں ہے۔ پاکستان اور ہو سکے ایک نئے عالمی اقتصادی نظام کے لیے تیسری دنیا کی جدّوجُہد میں آگے نہ بڑھیں۔ اور ہو سکے تو ترقی یافتہ سرمایہ دار دنیا کے خلاف تیسری دنیا کی جدوجہد کو دھیما کرنے میں امریکہ کی مدد کریں، لیکن مطالبات ایسے ہیں جو یہ تینوں ملک پورے نہیں کر سکتے ہیں اس لیے کہ برصغیر کے یہ تینوں ملک یکساں طور پر بنگلہ دیش کے خالص سیاسی اور معاشی بنیادوں پر قائم یہ مُوقف تیسری دنیا کے مُوقف سے بہت ہم آہنگ ہے جب کہ ہندوستان اور امریکہ کے تعلقات میں ہندوستان کا یہ احساس بھی رکاوٹ بن سکتا ہے کہ وہ آبادی کے لحاظ سے دنیا کا دوسرا بڑا ملک ہے اور اس لیے اسے ایشیا کی بلکہ دنیا کی ایک بڑی طاقت بننا ہے اس کے اس احساس کی امریکہ تسکین نہیں کر سکے گا۔ اور دونوں ملکوں کا موجودہ حد سے زیادہ قریب آنا زیادہ ممکن نظر نہیں آتا۔ ادھر پاکستان، بنگلہ دیش اور خود ہندوستان کی معاشی ضروریات ایسی ہیں جو انہیں امریکہ پر ہی

از قاضی خلیل احمد سحری کبیروالہ

فرمودات

امام الہند ابوالکلام آزاد

ع ہاں مشو مغرور بر حلم خدا

قدرت کی آنکھیں سب کچھ دیکھ رہی ہیں۔ جور وستم تشدد تباہ کاری استبداد و مردم آزادی ان سب پر خدا کی نظر ہے۔ جس طرح مسجدیں گرائی جاتی ہیں۔ خانقاہیں گرائی جاتی ہیں۔ کمزور جماعتیں ستائی جاتی ہیں، خدا ان سب باتوں کو سنتا ہے اور دیکھتا ہے اور خاموش رہتا ہے۔ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ شاید یہ خود ہی راہ راست پر آ جائیں۔

زبردست ہستیوں کو جب اس پر بھی تنبہ نہیں ہوتا زیردست آزادی میں مطلق کمی نہیں آتی۔ طغیانی و سرکشی حد سے بڑھ جاتی ہے تو اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ (پروردگار عالم کی گرفت بڑی سخت ہے۔ کی وعید ہیجان میں آتی ہے۔ (دیر گیرد سخت گیرد مردرا) کا طوفان جوش کھاتا ہے اور تر وخشک سبکو بہائے جاتا ہے۔ واقعہ نوح علیہ اسلام کے ذیل میں تعلیم الٰہی کے خاص خاص پہلو یہ ہیں۔

۱۔ مادہ کی گوناگوں صورت گری جب کسی قوم کو خدا سے بالکل ہی غافل بنا دے قانون الٰہی کی حدود ٹوٹنے لگیں۔ طغیان وسرکشی عام ہو جائے علم کی فراوانی حجاب اکبر کا کام دینے لگے۔ تمدن ضلالت کی طرف رہنمائی کرتی ہو۔ خدائے واحد کی پرستش سے اتنا بھی سروکار نہ ہو کہ اس کی پرستش گاہوں کا ادب کیا جائے تو ان حالتوں میں دعوت الی الحق فرض ہے۔ اس فرض کے ادا کرنے میں خواہ کیسی ہی بندشیں عائد ہوں۔ زبان تقریر کو روکنے کے لئے مجرمانہ سازشوں کے نام سے قانون بنائے جائیں، لسان تحریر کو بند رکھنے کی غرض سے تعزیری ایکٹ پاس ہو بایں ہم ان بندشوں سے جو نتائج پیش آنوالے ہوں ان کے اظہار سے خاموش نہیں رہنا چاہیے اور علانیہ کہہ دینا چاہیے کہ گمراہی کا کیا حشر ہوگا۔

۲۔ دعوت الی الحق کے لئے جو لوگ کمربستہ ہوں گے۔ انہیں اس فرض کے ادا کرنے میں اپنی امتیازی حیثیت قائم کرنے کی فکر نہ ہونی چاہیے کہ ارباب اقتدار کی نظروں میں درخور حاصل کر کے پہلے اپنی ممتاز پوزیشن قائم کرلیں پھر کام شروع کریں یہ بے راہ روی کا طریقہ ہے اور ایسی خصوصیت کی تمنا خام خیالی ہے۔

داعی الی الحق کو بظاہر اس کی کمزور پوزیشن پر طعنے دیئے جائیں گے تعریض ہوگی بے وقعتی کی جائے گی۔ اس کو جھوٹا کہا جائے گا۔ ہنسی اڑائی جائے گی۔ وہ سب کو انگیز کرلیں گے اور اپنے فرائض کو پورا کر کے رہیں گے۔

۳۔ ع اے سرشار محبت خط ساغر کو سمجھ
دست ساقی کی یہ تحریر کو کچھ کہتی ہے

دعوت الی الحق کے لئے صاف بیانی تلخ گوئی اور درشت گفتاری ناگزیر ہے۔ البتہ صداقت کے تسلیم کرانے میں کسی کو مجبور نہیں کیا جا سکتا۔

۴۔ دعوت الی الحق حصول جاہ وکسب مناسب کا ذریعہ نہیں ہے کہ اس کے نام سے اچھے اچھے عہدے کئے جائیں۔ پبلک سروس میں نمایاں جگہیں ملیں، مال و دولت بڑھے۔ اس مقدس فرض کا معاوضہ دینے والا صرف خدا ہے۔ اَجر یا اجرت جو پیش نظر ہو اسی سے طلب کرنی چاہیے۔ جو لوگ داعی الی الحق کے شریک عمل ہوں ان سے بے تعلقی علیحدگی کے لئے خواہ کیسا ہی دباؤ ڈالا جائے۔ مگر سختی سے انکار کر دینا چاہئے۔

داعی الی الحق کے پاس نہ خدائی خزانے ہوں گے نہ اس میں فرشتوں کی صفت ہوگی۔ نہ غیب دان ہوگا۔ انسان کی معمولی حیثیت رکھتا ہوگا۔ اور اسی حالت میں بڑے بڑے جباروں کی حیثیت بگاڑ دینے کا الٹی میٹم دے گا۔

۶۔ دعوت الی الحق کے لئے موقع ومحل کی تلاش بے سود ہے کہ منتبدین کی طبیعت جب حاضر دیکھ لیں اس وقت تبلیغ کا کام شروع کریں یہ موقع شناسی ضروری نہیں۔ ہر حالت میں کام کرتے رہنا چاہیے اور اس شدت سے کرنا چاہیے کہ دیکھنے والے گھبرا اٹھیں سننے والے تنگ آجائیں اور برملا کہنے لگیں کہ مقابلہ کے لئے ہم تیار ہیں۔ جو کچھ کرنا ہو تم بھی کر دیکھو نتیجہ ناکامیاب ہی کیوں نہ رہے۔ استبداد میں خواہ کچھ بھی فرق نہ آئے۔ مگر دعوت الی الحق کی سرگرمی میں فرق نہ آنا چاہیے۔

۷۔ اس کام میں انہماک وسرگرمی کو دیکھ کر لوگ ہنسیں گے۔ ہنسنے دو تمہیں اپنے کام سے کام ہے۔ ایثار اور قربانی، ایثار اور خود فروشی کے مقابلہ میں کبھی غصہ کی نفرت اور خودداری کی بے پرواہی نہیں رہ سکتی۔ سخت سے سخت جنگ آزما روح بھی ایثار اور خود فروشی کے مقابلہ میں سپر ڈال دے گی اور ہار مان لے گی۔

شیر خونخوار ہے مگر غیروں کے لئے سانپ

باقی ص ۱۸

قسط ۲

از حافظ رشید احمد ارشد
سابق صدر شعبہ عربی ——— کراچی یونیورسٹی

دہلی کا علمی خانوادہ

شاہ عبدالرحیم اور اُن کے فرزند

شاہ جمیل الرحمٰن راشد دہلوی

شاہ جمیل الرحمٰن صاحب ۲۲ رجب بروز پنج شنبہ ــــ ھ بمقام دہلی پیدا ہوئے۔ سب سے پہلے آپ کے والد محترم نے آپ کو قرآن کریم حفظ کرایا اور پھر عربی و فارسی کی درسی کتب کی تعلیم دی۔ بعد ازاں آپ مدرسہ عربیہ فتح پوری دہلی میں داخل ہوئے جو اسی زمانے میں قائم ہُوا تھا، وہاں آپ نے مروجہ درس نظامی کی تکمیل کی۔ ۱۸۸۳ء میں آپ نے پنجاب یونیورسٹی کے امتحان منشی فاضل (فارسی) اور مولوی فاضل عربی دونوں میں کامیابی حاصل کی اور اس کے بعد ۱۸۹۲ء میں آپ نے مدرسہ طبیہ دہلی سے علم طب کی سند تکمیل حاصل کی۔ یہ مدرسہ طبیہ اسی زمانے میں حاذق الملک حکیم عبدالمجید خان کی نگرانی میں قائم ہوا تھا۔

اُساتذہ

آپ کے مشہور اساتذہ جن سے آپ نے مختلف علوم کی تعلیم حاصل کی۔ مندرجہ ذیل تھے۔ :

۱ مولوی محمد شاہ محدّث سے، جو سب سے پہلے مدرسہ عالیہ فتحپوری کے صدر مدرس ہوئے تھے۔ آپ نے علم حدیث کی تعلیم حاصل کی۔

۲ مولوی فیض الحسن سہارن پوری سے آپ نے عربی کی تعلیم حاصل کی۔

۳ شمس العلماء مولانا عبدالحق خیر آبادی سے آپ نے معقولات (فلسفہ و منطق) کی تعلیم حاصل کی۔

۴۔ حاذ الملک حکیم عبدالمجید خان بانی مدرسہ طبیہ دہلی (برادر حکیم اجمل خان) سے طب کی تعلیم حاصل کی۔

۵۔ تصوف میں آپ حاجی منور علی شاہ فاضلپوری کے تربیت یافتہ تھے۔

تعلیم و تدریس

جب مولانا الطاف حسین حالی عربک اسکول دہلی سے رخصت پر گئے تو آپ اٹھارہ مہینے تک ان کے قائم مقام مدرس رہے۔ اس کے بعد آپ سینٹ اسٹیفینس (مشن) کالج دہلی میں عربی کے پروفیسر ۱۸۸۷ء میں مقرر ہوئے جہاں طلبہ کو آپ نہایت تندہی اور محنت کے ساتھ عربی کی تعلیم دیتے رہے۔ اور آپ کے تعلیمی نتائج نہایت عمدہ رہے یعنی انٹرمیڈیٹ اور بی اے طلبہ کا نتیجہ اس قدیم زمانے میں سو فی صدی ہوتا تھا۔

اس زمانہ میں دہلی یونیورسٹی قائم نہ تھی، دہلی پنجاب کا ضلع ہوتا تھا اور اس وجہ سے تمام امتحانات پنجاب یونیورسٹی کے تحت ہوتے تھے۔ آپ کے کلاسوں کے تمام طلبہ کامیاب ہوتے تھے۔ اس کا ثبوت ہمیں اس سرٹیفکیٹ سے ملا جو ان کے خاندانی کاغذوں سے ہمیں دستیاب ہوا ہے جس میں اس زمانے کے سینٹ اسٹیفینس کالج کے پرنسپل ایس ایس آل نٹ .... کے دستخط سے اس بات کی تصدیق کی گئی ہے کہ انٹرمیڈیٹ اور بی اے کے عربی طلبہ کا ۱۸۸۹ء اور ۱۸۹۰ء میں نتیجہ صد فی صدی رہا اور تمام طلبہ کامیاب ہوئے۔ یہ ملحوظِ خاطر رہے کہ دارالسلطنت دہلی میں اس زمانے میں یہی واحد کالج تھا جہاں بی اے تک تعلیم دی جاتی تھی۔ اس کے قابل اساتذہ اکثر انگریز اور یورپین ہوتے تھے اور شروع سے لے کر موجودہ زمانے تک اس کے بلند معیار کی بہت شہرت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں کے ہندو مسلمان اور عیسائی طلبہ آگے چل کر بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہوئے اور انہوں نے دہلی اور برصغیر ہندو پاکستان کا نام روشن کیا۔

آپ کے کالج کے زمانے کے ممتاز شاگردوں میں مرزا فرحت اللہ بیگ دہلوی بھی تھے، جو اردو زبان کے مشہور مزاحیہ ادیب تھے جنہوں نے عربی زبان کی تعلیم جناب شاہ جمیل الرحمٰن صاحب سے حاصل کی۔ جیسا کہ مضامین فرحت میں مذکور ہے۔

مرزا فرحت اللہ بیگ کا بیان ہے کہ حضرت شاہ صاحب کی کلاس میں زیادہ تر تصوف کے مسائل زیر بحث آتے تھے۔ جب آپ پر روحانیت اور تصوف کے اثرات غالب آ گئے تو آپ نے کالج کی پروفیسری سے استعفیٰ دے دیا۔ اور آپ کے بعد استاذ محترم شمس العلماء مولوی عبدالرحمن صاحب دہلوی آپ کے جانشین ہوئے۔

اجمیر شریف میں قیام

۱۳۲۲ھ مطابق ۱۹۰۳ء میں آپ حج بیت اللہ کے لیے تشریف لے گئے۔ جب واپس آئے تو آپ پر روحانیت اور تصوف کا اثر غالب آ چکا تھا۔ چنانچہ آپ نے کالج کی پروفیسری سے استعفاء دے دیا۔ چونکہ آپ طبیب بھی تھے اور ڈیڑھ سال تک آپ مدرسہ طبیہ دہلی میں طب کے اعزازی مدرس بھی رہ چکے تھے۔ اس لیے آپ نے طبابت کو ذریعہ معاش بنایا اور مستقل طور پر اجمیر شریف میں مقیم ہو گئے، کیونکہ آپ بیس کی عمر سے خواجہ معین الدّین چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت رکھتے تھے۔ اور ہر سال دہلی سے درگاہ شریف زیارت کے لیے جاتے تھے۔ اور تعطیلات اجمیر شریف ہی میں بسر کرتے تھے۔ اجمیر شریف کے قیام کے زمانے میں آپ دن

کے بارہ بجے تک مطب کرتے تھے۔ باقی وقت یادِ الٰہی میں بسر کرتے تھے۔

درگاہ ماہم شریف سے عقیدت

درگاہ اجمیر شریف کے بعد آپ کو درگاہ مخدومی ماہم شریف بمبئی سے بھی بے حد عقیدت تھی لہٰذا آپ درگاہ ماہم شریف کے لیے بھی بمبئی جاتے تھے۔ اور وہاں بھی کافی عرصہ تک آپ کا قیام رہتا تھا۔ آپ اس آمدورفت کے زمانے میں جناب حسام الدین ناظم درگاہ اور آپ کی کوششوں سے کتب خانہ مخدومی ماہم شریف قائم ہوا جس کے لیے آپ نے ۱۳۳۴ھ میں اپنی ۳۴۴ ذاتی کتب وقف کیں۔

روحانی تربیت

آپ نے ابتدائی زمانے میں حاجی سید منور علی شاہ صاحب سے روحانی تربیت حاصل تھی اس لیے انہوں نے بیعت بھی انہی کے ہاتھ پر کی۔ حاجی منور علی شاہ صاحب، شاہ سلیمان تونسوی کے خلیفہ تھے۔ اس کے بعد روحانی ریاضت کر کے آپ ان کے خلیفہ ہوگئے تھے۔

ادبی اور تعلیمی خدمات

آپ کو شعر و شاعری کا شوق بچپن ہی سے تھا عربی، فارسی اور اردو میں فی البدیہہ شعر کہتے تھے۔ ان تینوں زبانوں میں نثر بھی قلم برداشتہ لکھتے تھے۔ تاہم مولانا حالیؔ کی طرح آپ نے شعر و ادب کو قومی خدمت کا ذریعہ بنا رکھا تھا۔ اور اپنے والدِ محترم شاہ عبدالرحیم کی طرح نثر و نظم سے قومی خدمت کا کام لیا کرتے تھے۔ آخری زمانے میں تصوف کے غلبہ کی وجہ سے آپ نے شعر و شاعری ترک کر دی تھی۔

اپنے والد شاہ عبدالرحیم کے انتقال کے بعد آپ نے جھجھر کے مدرسہ قوۃ الاسلام رحیمیہ کا انتظام سنبھالا جہاں جماعت ششم تک مروجہ تعلیم کے ساتھ ساتھ حفظِ قرآن اور دینیات کی تعلیم کا انتظام بھی تھا۔ چنانچہ اس مدرسہ کے آنریری سیکرٹری کی حیثیت سے اس کی رپورٹ آپ نے محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے ساتویں اجلاس منعقدہ ۲۸ دسمبر ۱۸۹۲ء بمقام دہلی پڑھ کر سنائی۔ اور اس کے ساتھ ساتھ آپ نے "شرقی اور تعلیم" کے عنوان سے ایک قومی نظم بھی پڑھی۔

اس مدرسہ قوت الاسلام رحیمیہ کی مالی معاونت نواب محمد محمود علی خان والئی چھتاری کیا کرتے تھے۔ وہ شروع ہی سے اس مدرسہ کے معاون رہے۔ کیونکہ ضلع رہتک میں یہی مدرسہ مسلمانوں کی تعلیم کا واحد مرکز تھا۔ جہاں مسلمانوں کے بچے تعلیم حاصل کرتے تھے۔

وفات

جب آپ بمبئی تشریف لے گئے تو آپ کو ڈبل نمونیہ ہوگیا۔ حالت سنبھلنے پر آپ درگاہ ماہم شریف گئے اور اس کے بعد احباب کے منع کرنے کے باوجود ماہ رمضان المبارک کے پورے روزے رکھے اس کی وجہ سے آپ کی حالت خطرناک ہوگئی پہلے آپ کو اجمیر شریف لایا گیا۔ پھر زیادہ کمزور ہونے پر آپ کو دہلی لایا گیا جہاں آپ ۲۳ اگست ۱۹۲۴ء کو بروز ہفتہ فوت ہوگئے۔ اور درگاہ خواجہ باقی باللہ میں اپنی والدہ ماجدہ کے مزار کے برابر مدفون ہوئے۔

اخلاق و عادات

شاہ جمیل الرحمٰن راشد صاحب دہلوی بڑے محنتی اور جفاکش انسان تھے۔ علم و فضل اور زہد و تقویٰ کے ساتھ ساتھ آپ طبیعت کے غیور اور صاف دل سوچنے اور سمجھنے کے بعد آپ جو رائے قائم کر لیتے تھے اس پر نہایت استقلال کے ساتھ قائم رہتے تھے۔ آپ ساری عمر حرص و طمع سے کوسوں دُور رہے، بلکہ قناعت اور صبر کے ساتھ زندگی بسر کرتے رہے۔ آپ نہایت متواضع تھے، مگر کسی کے زیرِ بار انسان ہونا پسند نہیں کرتے تھے۔ امیر و غریب ہر ایک کے ساتھ آپ کا سلوک یکساں تھا۔ اور ہر ایک کی خاطر مدارات کیا کرتے تھے۔ آپکی وضع قطع اور لباس نہایت سادہ اور شریعت کے مطابق ہوتا تھا۔

اولاد و احفاد

شاہ جمیل الرحمٰن کے چار صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں ہوئیں، مگر ان کے فرزندوں میں سے آج صرف مولوی فیض الرحمٰن صاحب بقیدِ حیات ہیں جن کے تعاون سے ہمیں ان کے خاندان کی بعض قلمی کتب نادر مطبوعات، خطوط اور دستاویزوں سے آگاہی ہوئی اور ان کی مدد سے یہ مضمون تحریر کیا گیا۔ آپ کے سب سے بڑے فرزند اور شاہ جمیل الرحمٰن کے پوتے جناب منیر الرحمٰن صاحب کراچی میں شپنگ کنٹرولر کے اعلیٰ عہدے پر سرفراز ہیں اور اپنے آباؤ اجداد کے شریفانہ اخلاق کا نمونہ ہیں۔

شاہ جمیل الرحمٰن کے سب سے چھوٹے فرزند جناب نور الرحمٰن صاحب کا (جو ہمارے سمدھی تھے) حال ہی میں انتقال ہوا ہے۔ وہ بھی بہت ہی خوبیوں کے مالک تھے۔ فرزند جناب نظام الرحمٰن بھی فوت ہوگئے ہیں۔

مولوی شاہ امان الرحمٰن صاحب امانؔ دہلوی۔

مولوی امان الرحمٰن صاحب حضرت شاہ عبدالرحیم شاہ صاحب کے دوسرے فرزند تھے اور اپنے علم و فضل اور رشد و ہدایت کے لحاظ سے اس خاندان کی تیسری عظیم شخصیت تھے۔ انہوں نے نہ صرف اپنے خاندان کی شاندار علمی روایات کو برقرار رکھا، بلکہ اپنے تحریری سرمایہ سے اپنے خاندان کا نام بھی زندہ اور روشن رکھنے کی کوشش کی۔

مولوی امان الرحمٰن صاحب نے ابتدائی عربی اور فارسی کی تعلیم دہلی میں اپنے والدِ محترم سے حاصل کی۔ انہوں نے مدرسہ فتحپوری میں بھی کچھ تعلیم حاصل کی، تاہم وہ اپنے والد صاحب کے انتقال کے بعد ان کی ایک معتقد فرنگی نومسلم خاتون زہرہ بیگم کے پاس ریاست دتاؤلی ضلع علی گڑھ چلے گئے تھے، کیونکہ ان نومسلم خاتون نے انہیں اپنا متبنیٰ بنا لیا تھا۔ اور انہیں اپنے گھر بمقام عقب عید گاہ، ریاست دتاؤلی ضلع علی گڑھ لے گئی تھیں۔

وہ باقی ماندہ عربی اور اسلامی تعلیمات کے لیے انہیں حضرت مولانا لطف اللہ علی گڑھی کی خدمت میں بھیجا کرتی تھیں۔ اور خود ان کے جملہ اخراجات کی کفالت کیا کرتی تھیں۔ مولوی امان الرحمٰن صاحب نے مولانا قاری عبدالرحمٰن پانی پتی سے بھی تعلیم حاصل کی تھی۔

تعلیمی خدمات

حصولِ تعلیم کے بعد آپ دہلی کے مختلف مدارس اور تعلیمی اداروں میں عربی اور فارسی کی تعلیم دیتے رہے۔ آپ مدرسہ شاہزادگان دہلی میں بھی جو اس زمانے میں قائم تھا عربی کے مدرس اول رہے آپ نواب صاحب ریاست وتاؤلی کے اتالیق اور صاحبزادہ رئیس پڑھانسی ضلع علی گڑھ کے استاد بھی تھے مولوی امان الرحمٰن صاحب امیر کاشغر کے ایلچی اور سفیر ہز ایکسیلنسی سید یعقوب خان کے ایجنٹ اور مختار بھی تھے۔ ان کی وفات کے بعد وہ ان کے خاندان کے مختارِ عام رہے۔ انہوں نے اس زمانے میں جب کہ ان کے بچے چھوٹے چھوٹے تھے، ان کی جائیداد کو ان کے رشتہ داروں سے چھڑانے کے لیے بہت عرصہ تک عدالتوں میں چارہ جوئی کی اور آخر کار کامیاب ہوئے۔

تصانیف

آخر میں مولوی امان الرحمٰن صاحب اپنی اہلیہ اور بچوں کی پے درپے اموات اور بھائیوں کی وفات کی وجہ سے بہت غم زدہ ہو گئے تھے۔ انہوں نے بچوں کی اموات اور اپنے رنج وغم کے اظہار کے طور پہ تقریباً آٹھ منظوم کتابچے تحریر کیے تھے۔ اس کے علاوہ انہوں نے کافی عمدہ کتب بھی تحریر کی تھیں جن میں سے اکثر غیر مطبوعہ ہی رہیں اور دست برد زمانہ سے معدوم ہو گئیں یا اوراق پریشان کی صورت میں نامکمل حالات میں دستیاب ہیں، مثلاً انہوں نے جامع مسجد کی تاریخ لکھی تھی، جو ہمیں نامکمل حالت میں۔ انہوں نے اپنے والد محترم کی ایک مفصل سوانح بھی تحریر کی تھی۔ جو حیات ہادی کے نام سے غیر مطبوعہ (مخطوطہ) حالت میں ہمیں دستیاب ہوئی ہے

انہوں نے حیات جمیل کے نام سے حضرت شاہ جمیل الرحمٰن صاحب مفصل سوانح بھی تحریر کی تھی۔ جو دستیاب نہیں ہو سکی۔

وصال الجمیل

مولوی امان الرحمٰن صاحب نے اپنے بزرگ بھائی شاہ جمیل الرحمٰن صاحب کے حالات میں ایک مختصر رسالہ وصال الجمیل کے عنوان سے بھی ان کے انتقال پر ان کی یاد میں تحریر تھا۔ جو ۱۳۲۵ھ شائع ہوا تھا، اس میں انہوں نے اپنے بزرگ والد محترم اور اپنے خاندان کے مختصر حالات کے علاوہ دہلی کے ہمعصر علما و مشائخ کے مختصر حالات بھی تحریر کیے ہیں جو اس زمانے کے بعض مشاہیر دہلی کا واحد ماخذ ہے۔ راقم الحروف کو اپنے ابتدائی زمانہ میں ان کی زیارت اور ملاقات کا شرف حاصل ہوا تھا۔ اس وقت وہ بہت بوڑھے ہو چکے تھے۔ تاہم انہوں نے ازراہِ نوازش اپنی کتاب وصال الجمیل مجھے بھجوائی تھی۔ جو دہلی کے ۱۹۴۷ء کے تقسیم ہند کے ہنگاموں میں دیگر کتب کے ساتھ ضائع ہو گئی۔

مولوی امان الرحمٰن کے متروکہ نادر علمی ذخیرہ سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے بہت کچھ لکھا اور اپنے خاندان کے حالات کو ہر طریقے سے محفوظ کرنے کی کوشش کی اور آخر عمر تک وہ کچھ نہ کچھ لکھتے رہے، مگر اکثر تحریریں زیور طباعت سے آراستہ نہ ہو سکیں۔ اس کے بعد ان کی تحریروں کا کافی حصہ ضائع ہو گیا اور جو کچھ باقی ہے وہ بھی خراب اور خستہ حالت میں ہے۔

نادر خطوط

مولوی امان الرحمٰن صاحب نے اپنے نام مشاہیر علماء و فضلاء کے نادر خطوط کا ایک ذخیرہ بھی جمع کر رکھا تھا جن میں اپنے والد صاحب بھائیوں اور رشتہ داروں کے خطوط کے علاوہ مشاہیر ہند کے نادر خطوط بھی ہیں۔ اس فائل کو انہوں نے یادداشت ربانی کے نام سے موسوم کر رکھا تھا۔ ان خطوط میں مولانا لطف اللہ علی گڑھی، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نواب حبیب الرحمٰن شیروانی، نواب چھتاری، نواب سر مزمل اللہ خان، مولوی سید احمد ولی اللّٰہی، شاہ کرامت اللہ صاحب، نواب لوہارو، اور خواجہ حسن نظامی وغیرہ کے خطوط شامل ہیں۔ غالباً بعض اہم اور نادر خطوط اس فائل سے غائب ہیں۔ تاہم اب بھی کافی تعداد میں ایسے نادر خطوط ہیں جنہیں شائع کیا جا سکتا ہے۔

ختم شدہ

بقیہ: فرمودات

زہریلا ہے مگر دوسروں کے لئے، چیتا درندہ ہے۔ مگر اپنے سے کمتر جانوروں کے لئے لیکن انسان دنیا کی اعلیٰ ترین مخلوق خود اپنے ہی ہم جنسوں کا خون بہاتا ہے اور اپنے ہی ابنائے نوع کے لئے درندہ خونخوار ہے۔

شخصی اقتدار بالذات ظلم ہے۔ میرا اعتقاد ہے کہ آزاد رہنا ہر فرد اور قوم کا پیدائشی حق ہے۔ کوئی انسان یا انسانوں کی بنی ہوئی بیورو کریسی یہ حق نہیں رکھتی کہ خدا کے بندوں کو اپنا محکوم بنائے محکومی اور غلامی کے لئے کیسے ہی خوشنما نام کیوں نہ رکھ لئے جائیں۔ لیکن وہ غلامی ہی ہے اور خدا کی مرضی اور اس کے قانون کے خلاف ہے۔

بقیہ: حکمران پارٹی

اور صنعت کار پیدا کیے گئے۔ اور اب وہی آپ کے میر وزیر اور شاعران درباری ہیں بلکہ انہیں ملیں گے۔ ہما کا سایہ ان پر ہو گا۔

ہر برجستہ چند منٹ میں آئینہ نیا رہو گیا
ورنہ اگر دستاویز لے کر بیٹھ جاؤں اور داستان
عہد شکنی بے وفائی و پریشانی مرتب کروں
تو قصہ طول طویل ہو جاتے گا۔
خدا کرے کہ ہمارے عوام کو کوشش آ

بلوچستان کا سیاسی موسم

رازداں کے قلم سے

بلوچستان میں انتخابات کا بائیکاٹ — بھٹو صاحب کی چال ناکام ہوگئی!

اپوزیشن نے سیاسی بصیرۃ کا ثبوت دیا ہے!

صوبہ بلوچستان کے متعلق ان کالموں میں آپ بہت کچھ پڑھ چکے ہیں۔ گذشتہ کئی شماروں میں بلوچستان کی سول انتظامیہ میں فوجی آفیسروں کے تعیناتی کے بارے میں بندہ نے جن خدشات کا اظہار کیا تھا وہ حرف بحرف پورے ہو رہے ہیں، میں نے فوجی آفیسروں کے سول انتظامیہ میں لانے کو ایک عظیم سیاسی چال قرار دی تھی اور عرض کی تھی کہ اس سے بلوچستان میں عام انتخابات کے وقت دھاندلیاں کرا کے پیپلز پارٹی کو ۱۰۰ فیصد کامیابی سے ہمکنار کرنا ہے۔ یہ تو منصوبہ کافی دن قبل ایک اعلیٰ سطحی کمیٹی کی میٹنگ میں پاس ہو چکا تھا، مگر انتخابات کے اعلان کے ساتھ ہی بلوچستان میں مزید انتظامی تبدیلیاں شروع ہوگئیں۔ تمام اضلاع کے ڈپٹی کمشنروں کو بدل دیا گیا اور ان میں چند ایسے ڈی سی بھی تھے جن کو ٹرانسفر ہوئے چند دن ہوئے تھے مگر پھر بھی ان کو تبدیل کر دیا گیا۔ ضلع قلات کے ڈپٹی کمشنر نوشیروان خان نے چند دن قبل ضلع قلات کے ڈی سی کا چارج سنبھالا تھا۔ اور پھر اپنی وفاداری اور حق نمک ادا کرنے کی خاطر پیپلز پارٹی کے عہدیداروں کو موٹر سائیکلیں تقسیم کر چکے تھے۔ مگر دوسرے دن ان کا بنگلہ جل کر خاکستر ہوگیا۔ بظاہر اعلان میں یہی کہا گیا کہ بجلی کے تاروں کی خرابی آتش زدگی کا باعث بنی — مگر بات کچھ اور معلوم ہو رہی تھی۔ اس لیے کہ صوبائی وزیر اعلیٰ فوراً مستونگ پہونچ گئے۔ خیر! اس کے باوجود نوشیروان پہ اعتبار نہیں کیا گیا اور ان کو بھی بستر گول کرنا پڑا۔ اسی طرح ضلع ژوب ضلع قلات، ضلع خضدار ضلع کاران میں نئے ڈپٹی کمشنر مقرر ہوئے اور پھر یہی رٹرننگ آفیسر بنائے گئے، تاکہ بلوچستان میں پیپلز پارٹی کو مکمل اکثریت حاصل ہو اور جمعیۃ علماء اسلام، نیپ، ڈی پی کو خصوصاً اور دیگر تنظیموں اور جماعتوں کو عموماً صفحہ ہستی سے مٹایا جاسکے۔

یہ تھا وہ منصوبہ جس کی نشاندہی کئی بار ان کالموں میں کی گئی۔ بحمد للہ! کہ بلوچستان کے سیاسی لیڈروں نے سیاسی بصیرت کا ثبوت دیا اور بلوچستان میں انتخابات کے التوا کے لیے درخواست کی اور بصورت دیگر مکمل بائیکاٹ کا اعلان کر دیا۔ جس سے پیپلز پارٹی کے بنائے ہوئے جال کی دھجیاں بکھر گئیں —!! بلوچستان کے عوام اور سیاستدانوں نے ثابت کر دیا کہ ۱۹۷۳ء میں بھی ہم نے صحیح فیصلہ کیا تھا۔ اور اب بھی اور اب بھی ہم سیاسی بصیرت رکھتے ہیں۔ ہم نے بھی کچی گولیاں نہیں کھیلی ہیں کہ ان حالات انتخابات کے ڈھونگ میں پی پی پی کے عزائم کو کامیاب ہونے دیں۔ یہ تو واضح بات ہے کہ ۱۹۷۰ء کے عام انتخابات میں پیپلز پارٹی کو بلوچستان میں شرمناک شکست ہوگئی تھی اور ان کے تمام امیدواروں کی ضمانت تک ضبط ہو گئی تھیں۔ اس کے باوجود انہوں نے اپنی جعلی اکثریت قائم کر لی جس کے لیے پیپلز پارٹی کو عوام کی امنگوں اور آرزوؤں کو کچلنا پڑا۔ منتخب عوامی نمائندوں کی حکومت ختم کرنی پڑی۔ اسمبلی کے ممبروں کو طرح طرح کے لالچ دے کر ان کے ایمان اور ضمیر کو خریدا گیا جو نہ بکے انہیں پس دیوارِ زنداں ڈال دیا گیا۔ اور جو ہر حال میں ثابت قدم رہے ان کو قتل کیا گیا، بلوچستان میں پیپلز پارٹی کو اپنی اکثریت قائم کرنے کے لیے مولوی شمس الدین اور خان عبدالصمد خان اچکزئی کے خون کے دریا سے گذرنا پڑا۔ اس کے بعد ہی اس کی جعلی اکثریت قائم ہوئی اور پھر پے در پے صدر راج اور گورنر راج کے نفاذ، کئی ڈویژن فوج، ایف، ایس، ایف۔ بلوچستان کانسٹیبلری اور ملیشیا کے ذریعہ سیاسی جماعتوں کے متحرک افراد کا گلا گھونٹا گیا۔ فوجی آپریشنوں، لاکھوں روپے خرچ کر کے، لاکھوں روپے رشوت دے کر، ہزاروں بے گناہوں کو ہلاک کر کے نیشنل عوامی پارٹی کو کالعدم قرار دے کر پیپلز پارٹی نے جو "اکثریت" حاصل کی تھی۔ بھلا وہ اس کو یوں ہی چھوڑ دے گی۔ ہرگز نہیں!

بلوچستان میں تو ہر حال میں پیپلز پارٹی کا مکمل کامیابی سے ہمکنار کرنے کا پلان اس سازش میں حزب اختلاف کو بدنام کر کے انتخابات کا ڈھونگ رچا کر جعلی اکثریت قائم کرنے کا منصوبہ بنایا گیا۔

مگر بلوچستان کے عوام اور سیاستدانوں نے ثابت کر دیا کہ ہمارے اس فیصلے سے پیپلز پارٹی جیتی ہوئی بازی ہار گئی ہے۔ اور اس کے ناپاک عزائم خاک میں مل گئے ہیں اگر یہ بات نہ ہوتی اور آزادانہ انتخابات کا اپوزیشن کو یقین ہوتا تو پھر پیپلز پارٹی کو معلوم ہو جاتا کہ الیکشن کسے کہتے ہیں اور اکثریت کس کی ہے۔؟

جو جال تین چار سالوں میں بُنا گیا اسے حزب اختلاف نے ایک دن میں تار تار کر دیا۔ اب بلوچستان پیپلز پارٹی کے لیڈر پریشان ہیں کہ کیا سوچا تھا اور کیا ہوگیا۔ اب روزنامہ مشرق کوئٹہ میں ہر روز ایک بیان "سیاسی مبصر" کے عنوان سے چھپا یا جاتا ہے کہ بلوچستان حزب اختلاف مرکزی فیصلہ سے متفق نہیں حالانکہ سیاسی مبصرین خوب سمجھتے ہیں کہ یہ فیصلہ کتنا سودمند، کتنا برقت اور

چار سالہ حساب آمد و خرچ جمعیت علماء اسلام ضلع ملتان

محترم حضرات! السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ جمعیۃ علماء اسلام کے چار سال کا حساب پیش ہے۔ الگ الگ سال اور کل میزان مد کے لحاظ سے درج ذیل ہے۔ اس وقت نقد ۶۶ - ۳۷۳۴ روپے روکڑ میں موجود ہیں جب کہ آمدن کھاتہ میں ۱۴ - ۲۰۴۵ موجود ہیں ———— محمد یعقوب شیخ ۱۳۹۶ء

اخراجات

	۱۳۹۲ھ ۱۳۹۳	۱۳۹۳ھ ۱۳۹۴	۱۳۹۴ھ ۱۳۹۵	۱۳۹۵ھ ۱۳۹۶	میزان
اخراجات متفرق	۲۰۳۴ - ۰۰	۲۲۸۸ - ۰۰	۲۴۵۵ - ۸۴	۲۸۳۴ - ۵۶	۹۶۱۲ - ۴۲
تواضع	۱۴۵۰ - ۰۰	۶۵۶ - ۵۵	۱۵۹۹ - ۷۷	۱۹۳۱ - ۵۰	۵۶۳۷ - ۳۰
ڈاک و تار	۹۰ - ۹۰	۵۷ - ۷۵	۱۰۹ - ۵۵	۶۱ - ۰۰	۳۱۹ - ۱۵
اخبارات	۱۳۷ - ۷۵	۲۸۷ - ۹۵	۱۵۵ - ۰۰	۷۹ - ۵۰	۶۶۰ - ۲۰
نشر و اشاعت	۱۱۲۰ - ۷۴	۲۲۹۲ - ۱۰	۲۲۱۴ - ۱۰	۱۱۲۹ - ۵۰	۷۷۵۶ - ۴۴
بل بجلی	۱۹۲ - ۹۶	۲۳۹ - ۴۶	۳۲۵ - ۶۲	۵۶۲ - ۷۱	۱۳۲۰ - ۷۵
امداد مستحقین	۴۸۸ - ۰۰	۱۹۵ - ۰۰	۲۹۸ - ۵۰	۲۴۶۱ - ۰۰	۳۳۴۲ - ۵۰
سٹیشنری	۳۹۰ - ۰۰	۱۷۵ - ۲۵	۸۴ - ۲۵	۱۵۴ - ۵۰	۸۰۴ - ۱۳
مشاہرات	۴۵۹۲ - ۰۰	۵۵۸۱ - ۰۰	۶۹۲۰ - ۰۰	۷۴۵۹ - ۰۰	۲۴۵۵۲ - ۰۰
کرایہ دفتر	۱۸۰۰ - ۰۰	۵۷۰ - ۰۰	۷۴۰ - ۰۰	۲۴۵۰ - ۰۰	۵۵۶۰ - ۰۰
متفرق کھاتہ	۳۹۵ - ۰۰	۳۴۶ - ۶۲	۸۲۲ - ۳۵	×	۱۵۶۳ - ۹۷
ٹیلیفون	۲۴۱۴ - ۶۵	۲۷۲۸ - ۵۹	۲۶۶۷ - ۲۰	۹۱۰ - ۰۸	۸۷۲۰ - ۵۲
انتخابات	۶۸۸۸ - ۴۷	۹۰۰ - ۰۰	×	×	۷۷۸۸ - ۴۷
جیپ و سائیکل	۲۲۳ - ۳۶	۶۵ - ۰۰	۱۰۱ - ۰۰	۶۹۳ - ۵۰	۱۰۹۱ - ۸۶
سامانِ ضرورت	۴۷۱ - ۰۰	۵۸۵ - ۰۰	۱۳۴۳ - ۰۰	×	۲۲۹۹ - ۰۰
خدمتِ خلق	۱۰۰ - ۰۰		۵۳۴۴ - ۶۳	×	۵۴۴۴ - ۶۳
مرکزی جماعت و صوبائی		۱۰۰۰ - ۰۰	۲۳۰۰ - ۰۰	۱۰۰۰ - ۵۰	۴۳۰۰ - ۰۰
تحریک ختم نبوت		۲۳۷۰ - ۴۴	×	قرض خواجہ عبدالرؤف ۱۲۵۰	۲۲۵۰ - ۰۰
تحریک جمہوریت		۱۸۰۰ - ۰۰	×	جمعیۃ شجاعباد ۵۰۰	۲۳۷۰ - ۰۰
			×	جمعیۃ میانچنوں ۵۰۰	۱۸۰۰ - ۰۰
بینک			۹۴۰ - ۰۰	۳۰ - ۰۰	۳۰ - ۰۰
ملک رحیم داد صاحب مالک مکان			۲۳۱۷ - ۵۰	۱۹۶۷ - ۵۰	۱۹۶۷ - ۵۰
مولوی منظور الحق مبلغ ضلع			۲۶۲ - ۵۰	۲۵۷ - ۰۰	۲۵۷ - ۰۰
خرید کتب			۵۴ - ۵۰	۱۰۹ - ۵۰	۱۶۴ - ۰۰
بیرونی مقدمات			۱۶۸ - ۲۵	۳۳۷ - ۸۰	۵۰۶ - ۰۵
میزان :	۲۲۸۴۰ - ۵۳	۲۲۱۳۸ - ۶۸	۳۱۲۳۲ - ۰۶	۲۰۰۶۰ - ۶۵	
بقایا :	۱۵۹۴ - ۴۷	۳۲۷۲ - ۳۳	۲۱۴۲ - ۱۴		
	۲۴۴۳۵ - ۰۰	۲۵۴۱۱ - ۰۱	۳۳۳۷۴ - ۲۰		

جمع

۱۳۹۲ھ تا ۱۳۹۳ھ

اعانت :	۲۴۴۲۳ - ۰۰
فیس رکنیت :	۱۲
میزان :	۲۴۴۳۵ - ۰۰

۱۳۹۵ ، ۱۳۹۴ھ

سابقہ :	۱۵۹۴ - ۴۷
اعانت :	۲۳۸۱۶ - ۵۴
میزان :	۲۵۴۱۱ - ۰۱

۱۳۹۶ھ ، ۱۳۹۵ھ

سابقہ :	۳۲۷۲ - ۳۳
اعانت :	۲۰۳۶۲ - ۴۵
فیس رکنیت :	۱۵۴۶ - ۷۷
امداد زلزلہ :	۵۲۴۱۱ - ۹۰
امداد مستحقین :	۲۰۰ - ۷۵
دستی رقوم :	۲۴۵۰ - ۰۰
میزان :	۳۳۳۷۴ - ۲۰

۱۳۹۷ ، ۱۳۹۶

آمدن	سابقہ	موجودہ	کل
آمدن	۱۱۶۴ - ۴۴	۲۰۵۹۴ - ۹۴	۲۱۷۵۸ - ۵۶
سیلاب	۲۰۰ - ۷۵	۲۳۶۱ - ۰۰	۲۵۶۱ - ۷۵
فیس رکنیت	۱۵۴۶ - ۰۰	۶۲۵۰ - ۰۰	۷۷۹۶ - ۰۰

آمدن موجودہ

۱۴ - ۲۰۴۵

روکڑ موجودہ

۴۳۷ - ۹۶

شہر شہر سے

قایدِ حزبِ اختلاف کا دورۂ حیدرآباد

رپورٹنگ
[illegible]
ہاشمی

۵ جنوری ۱۹۷۷ء کو اطلاع ملی کہ حضرت مولانا مفتی محمود کراچی پہونچ رہے ہیں۔ جمعیۃ علماء اسلام حیدرآباد نے بھی اپنے نمایندے کراچی روانہ کئے اسی شام کو مدرسہ مفتاح العلوم میں ٹیلی فون پر اچانک اطلاع ہوئی کہ حضرۃ مفتی صاحب ۶ جنوری کو صبح بذریعہ کار براستہ سپر ہائی وے حیدرآباد پہونچ رہے ہیں۔ لہذا ۶ جنوری صبح ۷ بجے سے احباب مدرسہ مفتاح العلوم میں جمع ہونا شروع ہوگئے۔ دیر ہونے کی صورت میں احباب کے اصرار پر دارالعلوم نیو ٹاؤن ٹیلی فون کیا گیا۔ معلوم ہو کہ حضرت مفتی صاحب صبح ۹ بجے یہاں سے روانہ ہونے والے ہیں، لہذا طلباء کرام و احباب جمعیۃ کاروں ٹیکسیوں اور اسکوٹروں کا جلوس بنا کر مفتی صاحب کا استقبال کرنے کے لیے شہر سے ۱۲ میل دور ڈول پلازہ پر پہونچ گئے اور ۶ طلباء جامشورو بیراج پر کھڑے ہوگئے۔ لہذا ٹھیک ۱/۲ ۱۰ بجے حضرت مفتی صاحب کی کار ڈول پلازہ پر پہونچ گئی، ڈول پلازہ سے جلوس کی صورت میں مفتی صاحب کو جامشورو بیراج لایا گیا، جامشورو بیراج جلوس کو آتا دیکھ کر یہاں کھڑے ہوئے طلباء اور عوام نے منظم طریقہ پر سڑک کے دونوں جانب صفیں بنائیں اور نعرے لگانے شروع کر دیئے۔ جب مفتی صاحب کی کار پہونچی تو بڑے پرجوش طریقے پر ان کا استقبال کیا گیا اور ایک بہت بڑے جلوس کی صورت میں حضرت مفتی صاحب کو سنٹرل جیل حیدرآباد لایا گیا مفتی صاحب کو چونکہ خان عبدالولی خان سے ملاقات کرنی تھی اس لیے حضرت مفتی صاحب کی کار سنٹرل جیل حیدرآباد کے اندر چلی گئی۔ اور عوام کو پولیس نے جیل کے دروازے پر روک دیا۔ چونکہ ظہر کی نماز کے بعد مدرسہ مفتاح العلوم میں جلسہ ہونا قرار پایا تھا لہذا اس کا اعلان جیل کے دروازے پر ہی کر دیا گیا۔ اور لوگ مدرسہ مفتاح العلوم چلے گئے۔

مولانا عبدالمتین، حاجی کرامت اللہ مولانا عبدالحق اور راقم الحروف مفتی صاحب کے باہر آنے کا انتظار کرنے لگے ۱/۲ ۱ بجے مفتی صاحب کی کار باہر آئی، چونکہ نمازِ ظہر کے بعد مفتی صاحب کو خطاب کرنا تھا اس لیے مدرسہ میں لوگ کافی تعداد میں جمع ہو گئے جن میں حزب اختلاف کی جماعتوں کے لوگ شامل تھے، مفتی صاحب کی تقریر سے پہلے دو ٹیپ کی ہوئی نظمیں سنائی گئیں۔ جس سے عوام کے جوش و خروش میں بہت اضافہ ہوا اور اس کے بعد مفتی صاحب کا خطاب شروع ہوا۔

عبدالمتین قریشی حیدرآباد

سرائے نورنگ

گذشتہ دنوں غیاری مسجد میں جمعیۃ علماء اسلام سرائے نورنگ کا اجلاس مولانا محمد عمر صاحب امیر جمعیۃ کی صدارت میں منعقد ہوا، مولانا عبدالحکیم نے تلاوت قرآن شریف کے بعد اجلاس کا ایجنڈا پیش کرتے ہوئے موجودہ حالات میں جمعیت کے پروگرام اور علماء کی ذمہ داریوں پر روشنی ڈالی۔ اجلاس میں ضلع بنوں کے ناظم اعلیٰ مولانا حمید اللہ جان امیر ضلع، مولانا محمد حنیف صاحب بھی شریک تھے۔ مولانا محمد حنیف صاحب نے اراکین پر زور دیا کہ عوام کو جمعیۃ کے پروگرام سے زیادہ سے زیادہ روشناس کرائیں

ایک قرار داد کے ذریعہ مولانا عبدالحق صاحب کی والدہ، بنوں کے مشہور عالم دین مولانا محمد حلیمؒ صاحب اور مفتی محمد شفیعؒ صاحب کراچی کی وفات پر اظہار تعزیت کیا گیا۔

اجلاس میں مطالبہ کیا گیا کہ شہری حقوق بحال کر کے تحریر و تقریر پر سے تمام پابندیاں ختم کی جائیں۔ منجن خیل کی بڑی مسجد میں عوام کے عظیم اجتماع سے مولانا محمد عمر اور مولانا عبدالحکیم صاحب نے مفصل خطاب کیا۔ عوام نے پرزور الفاظ میں یہ اعلان کیا کہ ہم آیندہ انتخابات میں جمعیۃ کے مقابلہ میں کسی کو ہرگز ووٹ نہیں دیں گے۔

جمن شاہ

مورخہ ۸ راکتوبر بروز جمعہ جمعیۃ علماء اسلام جمن شاہ کا ہنگامی اجلاس ہوا جس میں مفتی اعظم حضرت مولانا محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا۔ اور حضرت مفتی صاحب کی وفات کو ملت اسلامیہ کے لئے ناقابل تلافی نقصان قرار دیا ہے۔

لاجپت نگر

گذشتہ دنوں بعد نماز عشاء جمعیۃ علماء اسلام حلقہ اتفاق کالونی لاجپت نگر [illegible] کا ایک اجلاس زیر صدارت مولانا [illegible] صاحب منعقد ہوا [illegible] خطاب کرتے ہوئے کہا [illegible] حاصل کیا گیا ہے اور اسلامی نظام اس کا [illegible] انہوں نے کہا کہ ہمارے تمام مسائل کا حل صرف

اور صرف اسلامی نظامِ حیات میں پوشیدہ ہے۔

ملک صاحب نے کہا کہ عوام مشاہدہ کر چکے ہیں کہ اسلام کی رسی کو چھوڑ کر مغرب و مشرق کو ملانے والی تمام تدبیریں ناکام ہو چکی ہیں اور اسلام کو پس پشت ڈالنے کے سبب ہمارے مسائل سلجھنے کی بجائے مزید الجھ کر رہ گئے ہیں

مقامی رہنما جناب فرید احمد نے کہا کہ جمعیت ہی وہ واحد جماعت ہے جو ملک کو صحیح اسلامی اسٹیٹ بنا سکتی ہے۔

قاری نور الحق قریشی صاحب کا
دورہ شاہدرہ

گذشتہ دنوں جناب قاری نور الحق صاحب قریشی ایڈووکیٹ جنرل سیکرٹری پنجاب نے علاقہ شاہدرہ کا دورہ کیا۔ جس میں آپ نے اراکین شاہدرہ پر زور دیا کہ آپ اپنی کوششوں کو تیز کریں، تاکہ اس ملک میں اسلامی نظام قائم ہو سکے۔

آپ نے ساتھیوں سے کہا کہ آپ کی کوششیں رائیگاں نہیں جائیں گی۔ کیونکہ آپ کے اکابر کی کوششوں سے نو جماعتوں کا اتحاد عمل آ چکا ہے۔ جس کی وجہ سے حکومت خوفزدہ ہے۔

ان کے بعد جناب ملک شیر محمد صاحب نے قاری صاحب کو یقین دلایا کہ ہم تمام کوششیں اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے صرف کر دیں گے۔ بعد میں ملک شیر محمد صاحب نے علاقہ شاہدرہ کی طرف سے جماعت کی انتخابی مہم کے لیے قاری صاحب کو چھ صد روپے کا عطیہ پیش کیا۔

ٹنڈو آدم

جمعیۃ علماء اسلام ضلع سانگھڑ کے رہنما محمد عرفان قادری نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ حضرت مولانا عبدالحق صاحب کی والدہ ماجدہ کے انتقال پر ملال پر تمام کارکنان جمعیۃ کو سخت دلی صدمہ پہونچا ہے۔

قادری صاحب نے کہا کہ جملہ اراکین جمعیۃ ضلع سانگھڑ حضرت مولانا کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ و مغفورہ کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائے

آمین ثم آمین۔

جلالپور جٹاں ضلع گجرات کا
انتخاب

۱۶ رجنوری بروز اتوار بعد از نماز عصر زیر صدارت حضرت مولانا محمد جمیل صاحب خطیب جامع مسجد چوہدریاں منعقد ہوا۔ مولانا عبداللہ صاحب و قاری محمد اختر صاحب بھی اس مبارک موقع پر تشریف لائے۔

مندرجہ ذیل انتخاب عمل میں آیا۔

امیر : مولانا محمد جمیل مدظلہ

نائب امیر : مولانا قاضی عبدالرزاق صاحب

ناظم اعلیٰ : مولانا صوفی عبدالمجید صاحب

ناظم : قاری میاں احمد صاحب

دعائے صحت کی اپیل

جمعیۃ علماء اسلام ہزارہ ڈویژن کے امیر اور گورنمنٹ طبی بورڈ کے رکن مولانا حکیم محمد عبدالسلام صاحب ڈیڑھ ماہ سے سخت علیل ہیں۔ اس وقت لیڈی ریڈنگ ہسپتال پشاور میں زیر علاج ہیں۔ قارئین کرام حضرت حکیم صاحب کی صحت یابی کے لیے خصوصی دعا فرمائیں۔

ناظم جمعیۃ سندھ کا دورہ

گذشتہ دنوں جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سندھ کے ناظم حضرت مولانا غلام قادر صاحب نے ضلع نوابشاہ ضلع خیرپور اور ضلع سکھر کا مختصر تنظیمی دورہ کیا۔ پروگرام کے مطابق سب سے پہلے نوابشاہ کی تحصیل نوشہرو فیروز کنڈیارو میں کارکنوں سے ملاقات کی۔ اور سکرنڈ میں ضلع نوابشاہ کے اجلاس میں شریک ہوئے

اس کے بعد ضلع خیرپور میں پیر جو گوٹھ، پرپالو، ٹھیڑی، خیرپور اور شاہ لدھانی کا دورہ کیا۔ ضلع سکھر میں نپوعاقل گھوٹکی اور باڑو، سومرانی اور سکھر شہر کے جماعتی احباب سے خصوصی ملاقاتیں کیں۔ آخر میں آپ ضلع جیکب آباد کے اجلاس میں شرکت کے لیے کندھ کوٹ تشریف لے گئے۔ آپ نے ٹھل اور جیکب آباد شہر کا دورہ بھی کیا۔ ۲۲ محرم الحرام کو ضلع لاڑکانہ کے اجتماع میں شریک ہوئے

شور کوٹ روڈ

گذشتہ دنوں مدرسہ جامعہ مدنیہ تعلیم الفرقان شورکوٹ روڈ میں زیر صدارت حضرت مولانا غلام رسول صاحب جمعیت علماء اسلام کا ایک اجلاس منعقد ہوا۔ صدر اجلاس نے جمعیۃ کے اغراض و مقاصد بیان کیے اور جمعیت علماء اسلام کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔ مندرجہ ذیل عہدے داران منتخب ہوئے:-

سرپرست : حضرت مولانا غلام رسول صاحب جامعہ مدنیہ تعلیم الفرقان شورکوٹ روڈ۔

امیر : حضرت مولانا قاری محمد طاہر صاحب چوکی مسجد شورکوٹ روڈ

نائب امیر : جناب چوہدری فیض صاحب نیازی ر

〃 〃 : جناب مولانا ہدایت اللہ صاحب مکی مسجد شورکوٹ روڈ۔

ناظم اعلیٰ : صوفی محمد صدیق صاحب

ناظم : چوہدری محمد نذیر صاحب ممبر منپٹ

ناظم نشریات : چوہدری محمد صادق صاحب ہمدرد کمیشن شاپ۔

نائب 〃 : محمد یونس صاحب، بوٹ ہاؤس

خازن : حافظ مختار احمد صاحب۔

نائب خازن : محمد صادق صاحب ٹیلہ ماسٹر

سالار : جناب چوہدری محمد شفیع صاحب فروٹ مرچنٹ۔

نائب سالار : محمد یونس ساجد صاحب۔

شیخ عمر تحصیل کوٹ ادّو

گذشتہ روز جمعیۃ علماء اسلام شیخ عمر کا ماہانہ اجلاس ہوا جس میں تنظیمی امور پر غور و خوض جماعتی سرگرمیاں تیز تر کرنے اور عوام الناس سے رابطہ قائم کرنے کے لیے جگہ جگہ جلسے منعقد کرنے کا پروگرام بنایا اور خصوصاً آئندہ ملکی انتخابات کے لیے اراکین نے جدوجہد کا عہد کیا اور محاذ کا الیکشن لڑنے کا فیصلہ ایک نیک فعال قرار دیا گیا۔

قرار دادیں

یہ اجلاس حقوق نسواں کمیٹی کی سفارشات اور حقوق نسواں کے نام سے حکومت کے مسلسل نشریاتی پروگرام پر شدید تشویش کا اظہار کرتا ہے اور کمیٹی کی اکثر سفارشات کو قرآن و

وسنت کے بالکل منافی قرار دیتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ان سفارشات کو قطعاً منظور نہ کرے نیز یہ اجلاس واضح کر دینا چاہتا ہے کہ غیر اسلامی پہلوؤں سمیت ان سفارشات کو اگر بالفرض منظور کر لیا گیا تو اسے مداخلت فی الدین قرار دیا جائے گا اور اسے عامۃ المسلمین کسی صورت تسلیم نہیں کریں گے۔

یہ اجلاس صوبہ سندھ کے امیر اور محاذ کے صدر حضرت مولانا محمد شاہ صاحب امروٹی کی نظر بندی اور تحریک خدام اہل سنت والجماعت کے سربراہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کی گرفتاری پر شدید احتجاج کرتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ان دو رہنماؤں کو فی الفور رہا کیا جائے۔

اور آخر میں یہ اجلاس حضرت الامیر حضرت مولانا محمد عبد اللہ درخواستی دامت برکاتہم اور وقاید محترم جناب مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ وحضرت مولانا خان محمد صاحب سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کی صحت یابی کی دعا پر اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ (والسلام)

تعزیتی اجلاس

جمعیۃ علماء اسلام شورکوٹ روڈ کے ایک ہنگامی تعزیتی اجلاس میں مقامی جمعیۃ کے سالار چوہدری محمد شفیع صاحب کی اچانک موت پر اظہار افسوس کیا گیا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی گئی کہ مرحوم کو اللہ تعالیٰ جنت الفردوس عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔

شمولیت

جمعیۃ علماء اسلام قلعہ دیدار سنگھ کے رہنما مولانا عبد الحکیم نے بتایا کہ ہمارے قصبہ کے معروف آدمی جناب ڈاکٹر محمد صدیق ٹوانہ صاحب نے اپنے پانچ صد متعلقین اور احباب سمیت جمعیۃ علماء اسلام میں شمولیت کا اعلان کیا ہے جو کہ تحریری ریکارڈ ہمارے پاس موجود ہے۔ یہ اعلان انہوں نے بڑے سوچ وفکر کے بعد کیا ہے۔ انہوں نے

جمعیۃ کے روشن دماغ اور ممتاز قایدین کی خدمات کو سراہتے ہوئے اپنے حلقہ سے جمعیۃ کی کامیابی کے لیے الیکشن میں ہر طرح کی خدمات پیش کی ہیں۔

پُرزور تعاون کا اعلان

ہم پاکستان امدادی پارٹی کے مرکزی صدر اور جنرل سیکرٹری ہونے کی حیثیت سے اپنی پوری پارٹی کی جانب سے یہ اعلان کرتے ہوئے جمعیۃ علماء اسلام کو اپنی پارٹی کی جانب سے پورے تعاون کا یقین دلاتے ہیں۔ ہم ہیں آپ کے خادم:

علاؤالدین افغانی (صدر) قاضی خلیل احمد سرہدی (جنرل سیکرٹری)۔

یاد رہے کہ یہ پارٹی حضرت گل بادشاہ صاحب کی سرپرستی میں بنائی گئی تھی۔ جس کا مرکزی دفتر آج کل کراچی میں ہے۔

مبارک اتحاد

عوامی حکومت سے ۵ سالہ ستم رسیدہ لوگوں میں اتحاد کی بشارت عظمیٰ نے خوشی کی لہر دوڑا دی۔ ہم اس تحی دیر تمام حقوق کو یہ تبریک پیش کرتے ہیں اور ... ملت کے لیے نیک ... یقین کرتے ہیں۔

(مولانا عبد الکریم نیا منڈی مالکیو)

لاہور

گذشتہ روز قینچی امرسدھو لاہور میں جمعیت علماء اسلام کا ایک اہم اجلاس زیر صدارت مولانا محمد اسحاق صاحب منعقد ہوا۔

ملکی انتخابات کے سلسلہ میں مولانا اللہ داد صاحب نے تفصیل سے وضاحت فرمائی۔ بعد ازاں حلقہ امرسدھو جمعیۃ علماء اسلام کا انتخاب عمل میں لایا گیا جو کہ درج ذیل ہے:

امیر : جناب حافظ محمد اقبال صاحب
نائب امیر : " مولانا محمد حنیف "
ناظم اعلیٰ : " عبد العزیز خالد "
ناظم : " نذیر احمد ذکی "
ناظم نشریات : جناب امیر علی صاحب
خازن : " حاجی علم الدین "
سالار : " محمد حسین آزاد "
نائب " : " محمد اشرف زاہد "

اتاولی بستی جھنگ

اتاولی بستی جھنگ صدر کا ماہانہ اجلاس زیر صدارت مولانا عبد الحکیم صاحب عامر منعقد ہوا۔ جس میں سیاسی صورت حال پر روشنی ڈالی گئی۔ بعد ازاں یہ قرار دادیں منظور کی گئیں۔

۱۔ یہ اجلاس حاجی محمد یوسف صاحب اور اللہ رکھا صاحب کی وفات حسرت آیات پر افسوس کا اظہار کرتا ہے اور پسماندگان سے ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔

۲۔ مولانا غلام ربانی صاحب، مولانا شاہ محمد ترابی، مولانا غلام محمد، مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کی گرفتاری پر سخت احتجاج کرتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ ان حضرات کو فوری طور پر رہا کیا جائے۔ تمام سیاسی اور مذہبی قیدیوں کو رہا کیا جائے۔

احباب سے دعا صحت کی درخواست

مولانا خلیل الرحمان صاحب شیخ الحدیث مدرسہ احمد المدارس سکندر پورہ امیر جمعیت علماء اسلام ہری پورہ ایک ماہ سے سخت علیل ہیں ان کی صحت یابی کے لیے دعا فرمائیں۔

منگورہ۔ مالاکنڈ

مورخہ ۱۶ محرم الحرام ۱۳۹۷ھ

بروز جمعہ مولانا عبد الرحمان صاحب کے ساتھ ملیں مندرجہ ذیل رفقاء نے خوازہ خیلہ مدین بحرین اور ربیٹہ کا دورہ کیا۔ بحرین میں نماز جمعہ کے بعد جامع مسجد میں بہت بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اب انتخابات کا وقت آرہا ہے ہم سب کو چاہیے کہ ہم محض اسلامی قانون جاننے والوں

کو منتخب کریں تاکہ ملک میں مکمل اسلامی قانون نافذ ہو جائے اب وقت ہے اگر اب بھی ہم نے کوتاہی کی اور ایسے لوگ منتخب کیے جو اسلام کے صرف دعوے کرتے ہیں اور درپردہ اسلام کا مذاق اڑاتے ہیں تو اس کی تمام تر ذمہ داری ہم پر ہوگی بحرین کے علاوہ خوازہ ۔ مدین اور بیڑہ میں جمعیت کے کارکنوں سے ملاقات کی اور جمعیت کے پروگرام کو تیز تر کرنے کا پروگرام بنایا۔

ضلع مردان

جمعیت علمائے اسلام ضلع مردان کی مجلس عمومی کا ایک اہم اجلاس مورخہ ۸ محرم الحرام ۱۳۹۶ھ ہجری بمطابق ۳۰ دسمبر ۱۹۷۶ء زیر صدارت امیر جمعیت علماء اسلام منعقد ہوا اجلاس میں امیر صوبہ مولانا محمد ایوب جان بنوری صاحب اور ناظم عمومی صوبہ سرحد صاحبزادہ عبدالباری جان نے شرکت کی۔ اجلاس کے اغراض و مقاصد قائم مقام ناظم اعلیٰ حافظ محمد ایوب صاحب نے پیش کیے۔ بعد میں مولانا لطیف الرحمان صاحب نے مفصل تقریر فرمائی

اجلاس میں جناب حافظ محمد ایوب صاحب جو قائم مقام ناظم اعلیٰ ضلع مردان اور صوبائی ناظم نشر و اشاعت ہیں۔ ضلع مردان کے قائم مقام نظامت اعلیٰ سے اجلاس میں اپنا استعفیٰ پیش کیا۔ اور ساتھ ساتھ اپنی معذرت بھی اجلاس میں پیش کی۔ کہ اس وقت میرے کندھوں پہ کافی بوجھ ہیں۔ اس وجہ سے میں صوبائی اور ضلعی عہدوں کو صحیح طریقے پر نہیں چلا سکتا ہوں۔ اور ان کے علاوہ ناظم اعلیٰ سابق حافظ گل رحیم صاحب جیل سے بھی رہا ہوئے ہیں لہذا میں اپنی ضلعی ذمہ داری حافظ گل رحیم صاحب کے سپرد کرتا ہوں۔ اجلاس نے اتفاق رائے سے استعفیٰ منظور کیا۔ اور حافظ گل رحیم صاحب کو دوبارہ ضلعی ناظم عمومی منتخب کیا۔

اجلاس میں فیصلہ کیا گیا۔ کہ ضلع میں تنظیمی حلقوں کے دوروں کے دوران ان سے برائے ضلعی اخراجات چندہ جمع کیا جائے۔

اجلاس میں ضلع تنظیمی دوروں کا پروگرام مرتب ہوا۔ اور ان اجلاسوں میں باقاعدہ طور پر امیر ضلع اور ناظم عمومی شرکت کریں گے۔ اجلاس میں مندرجہ ذیل قراردادیں منظور ہوئی۔

قرارداد نمبر ۱۔ یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ سیاسی نظربندوں اور قیدیوں کو رہا کیا جائے۔

قرارداد نمبر ۲۔ اجلاس مطالبہ کرتا ہے۔ کہ خان عبدالولی خان کو کراچی ہسپتال سے منتقل کر کے پشاور میں ان کے معالج کو علاج کرنے کی اجازت دی جائے اور ان کے رشتہ داروں کو ان کی عیادت کرنے کی اجازت دی جائے

نمبر ۳۔ یہ اجلاس مولانا مفتی محمود صاحب کے علالت کے بارے میں بارگاہ رب العزت میں صحت کی دعا کرتا ہے۔

نمبر ۴۔ اجلاس میں مولانا عبدالحق صاحب ایم این اے کی والدہ کی وفات پر فاتحہ خوانی کی گئی۔ اور دعا کی گئی کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

۵۔ اجلاس مطالبہ کرتا ہے۔ کہ ملک بھر سے دفعہ ۱۴۴ فوری ہٹائی جائے۔ اور حزب اختلاف کو ملک کے ابلاغ نشر و اشاعت پہ اظہار رائے کا موقع دیا جائے اور شہری آزادیاں بحال کی جائیں۔ سرکاری خزانے سے پیپلز پارٹی کا پروپیگنڈہ ختم کیا جائے۔

نمبر ۶ اجلاس میں موضع قدرہ علاقہ گدروں میں جو پولیس نے غنڈہ گردی اور عوام کی بے عزتی کی ہے۔ ڈپٹی کمشنر مردان اس کی فوری تحقیقات کر کے انتظامیہ کی بے انصافیوں سے عوام کو بچائے۔

نمبر ۷ مطالبہ کیا گیا ہے کہ گذشتہ سیلاب میں متاثرین کی مکمل امداد کی جائے۔ اور گنے کے زمینداروں یا کاشتکاروں کے لیے ہیں۔ یہ سیاسی سودا بازی کے لیے استعمال نہ کئے جائے۔

نمبر ۸ گذشتہ جمعہ کے دن این ڈی پی کے جلسہ میں جن افراد کو گرفتار کیا گیا ہے ان کو رہا کیا جائے۔

نمبر ۹ مطالبہ کیا گیا ہے۔ کہ ڈی پی آر کے تحت سیاسی انتقام لیا جا رہا ہے اور اس کا ناجائز استعمال ہو رہا ہے لہذا اس کے تحت جتنے مقدمات درج ہیں واپس لیئے جائیں۔

جمعیۃ علماء اسلام کھڑ ڈریکا کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا غلام محمد صاحب اور مولانا محمد شریف نعمانی اور شیخ صدیق احمد نے ایک مشترکہ بیان میں جمعیت علماء اسلام سندھ کے امیر پیر طریقت حضرت سید محمد شاہ صاحب امروٹی کی نظربندی پر حکومت سے سخت احتجاج کیا اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ حضرت کی نظربندی کے احکامات واپس لیں اسی طرح مولانا شاہ محمد ترابی اور دیگر جمعیت کے کارکنوں کو جلد رہا کیا جائے اور ان پر قائم کئے گئے مقدمات واپس لیے جائیں۔

دسہرہ شیخوپورہ

گذشتہ دنوں کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مولانا عبدالحلیم خطیب جامع مسجد دسہرہ گراؤنڈ ناظم جمعیۃ علماء اسلام شیخوپورہ شہر نے عوام پر زور دیا کہ وہ ملک میں اسلامی قانون کے نفاذ کے لیے جمعیۃ علماء اسلام سے بھرپور تعاون کریں انہوں نے حکومت سے پرزور مطالبہ کیا کہ کچی آبادی دسہرہ گراؤنڈ شیخوپورہ کے مکینوں کو حقوق ملکیت دیئے جائیں اور ۱۹۴۷ء کے نرخ پر قیمتیں بالاقساط وصول کی جائیں انہوں نے عوام سے کہا کہ عوام اپنی زندگی کے ہر شعبہ میں اسلام کی تعلیمات سے روشنی حاصل کریں

سرکولیشن منیجر

الطاف حسین

ضلع رحیم یار خان و بہاول پور کے دورہ پر ہیں۔

جماعتی احباب تعاون فرمائیں

(ادارہ)

طلباء کی دنیا

ترتیب: غلام اللہ خان

پاکستان قومی اتحاد کے اُمیدواروں کو کامیاب بنائیں: میاں محمد عارف

دشمنانِ اسلام کے ناپاک عزائم خاک میں ملا دیں: فاروق قریشی

جمعیت طلباء اسلام کے مرکزی سربراہ میاں محمد عارف نے ایک بیان میں جمعیت طلباء اسلام کے کارکنوں کو ہدایت کی ہے کہ آج کا دور ملک وملت کے لئے انتہائی نازک دور ہے۔ اس وقت ملک داخلی اور خارجی اعتبار سے سنگین قسم کے حالات کا شکار ہے خارجی میدان میں ہماری بے لبسی کا یہ عالم ہے کہ ہم پرامن مقاصد کے لئے ایٹمی پلانٹ کے دور میں پریشانی کا شکار ہیں جبکہ داخلی اعتبار سے دیکھیں تو ضروریات زندگی کی نایابی و کم یابی، گرانی، انسانی عزت و مال اور جان کا بے دریغ ضیاع، اخلاقی اعتبار سے ساری قوم کو تباہ کرنے کے منصوبے، تعلیمی دنیا میں بامقصد تعلیم کا فقدان اور ان جیسی لاتعداد چیزیں ہیں۔ جن پر کسی قسم کے تبصرہ کی ضرورت نہیں لیکن ان حقائق کے باوجود اقتدار کے بے لگام و سرکش گھوڑے پر سوار لوگ راہ راست پہ نہیں آرہے۔ اور سب اچھا کہنے والے تملق پیشہ اور خوشامدی لوگوں نے اور بھی صورت حال خراب کر دی ہے۔

ایسے میں پرامن انقلاب (جسکا جمہوری ممالک میں واحد ذریعہ انتخاب ہے) کا وقت آگیا ہے، حکمرانوں نے اپنی بھرپور و مکمل تیاری کے بعد انتخاب کا اعلان کیا اور یہ سوچ کر کیا کہ اپوزیشن متحد نہ ہو سکے گی۔ اسطرح میدان مارنا ہمارے لئے آسان ہوگا۔ لیکن اپوزیشن کے سخت جان اور بہادر لوگوں نے کمال ایثار وقربانی کا مظاہرہ کر کے دنیا پر ثابت کر دیا کہ آج کے دور میں بھی ایثار پیشہ موجود ہیں۔

آپ کو معلوم ہے کہ ملک کی ۹ سیاسی جماعتوں پر مشتمل ایک پلیٹ فارم قائم ہو چکا ہے۔ جس کو قومی اتحاد پاکستان" کا نام دیا گیا ہے۔ اس قومی اتحاد نے حکمرانوں کا الیکشن میں مقابلہ کرنے کے لئے جو پالیسی واضح کی ہے وہ قوم کے دل کی آواز ہے۔ انتخابی مہم شروع ہونے کے باوجود قدم قدم پر جو مشکلات ہیں۔ ان سے آپ بے خبر نہیں اور کاغذات نامزدگی داخل کرانے کے مرحلہ پر جو ہنگامہ آرائی کی گئی اور تشدد کا بازار گرم کیا اس سے بھی آپ واقف و آگاہ ہیں۔

ایسے میں وہ مخلص قیادت جو پرامن انقلاب کے لئے متحدہ قوت سے سامنے آئی ہے۔ اپنا تمام وزن اس کے پلڑے میں ڈال کر ظلم و زیادتی کی زنجیروں کو توڑنا ہمارا سب کا فرض ہے۔

اس لئے آپ حضرات، قومی اتحاد پاکستان کے امیدواران قومی وصوبائی کے لئے اپنی تمام ممکنہ قوتیں خرچ کر ڈالیں اور اپنے روایتی جذبہ ایثار وقربانی کا مظاہرہ کر کے دنیا پر یہ ثابت کر دیں کہ حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ سے لے کر امام مدنی لاہوری قدس سرہ اور حضرت درخواستی، مفتی محمود، حضرت دین پوری، حضرت امروٹی، حضرت کندیاں، حضرت مولانا انور وغیرہ مدیدہم تک جیسے اکابرین ملت کے خدام میدان رزم وجہد کے غازی اور ہراول ہی ہوا کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کو جرأت وہمت سے نوازے اور ملک وملت کے لئے ایثار وقربانی کا بے پناہ جذبہ عطا فرمائے۔

کراچی

جمعیت طلباء اسلام کراچی ڈویژن کا ہفتہ وار اجلاس مرکزی دفتر جمشید روڈ نمبر ۲ میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں جمعیۃ طلباء اسلام کے مرکزی ناظم عمومی جناب محمد فاروق نے شرکت کی۔

جناب محمد رفیق خان کی مختصر تقریر کے بعد ج[illegible] فاروق قریشی صاحب نے طلباء کے ایک پر ہج[illegible] اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت غیر اسلامی قوتیں ہمارے نوجوان طلباء کے ذہنوں بگاڑنے اور غیر اسلامی نظریات کو پھیلانے کے برسر پیکار ہیں۔ اس لئے جمعیت طلباء اسلام کے کارکن آگے بڑھیں اور دشمنان اسلام کے ناپاک [illegible] کو خاک میں ملا دیں۔ انہوں نے کہا کہ آپ حضرات مطالعہ میں اس قدر وسعت پیدا کریں کہ حریفان دین [illegible] مستشرقین کے اعتراضات کا جواب شافی دے [illegible] انہوں نے طلباء کو ہدایت کی کہ وہ جمعیت طلباء کے پروگرام اور دعوت کو ہر طالب علم تک پہنچ[illegible] کے لئے حتی المقدور کوشش کریں۔

انتخاب گورنمنٹ کالج پشاور

صدر .... عمران شاہ

نائب صدر .... جہانگیر زمان

ناظم عمومی .... سعید اللہ خان سعید

سیکرٹری .... امیر زمان

سیکرٹری نشر واشاعت ...... سید کریم

خازن .... افتخار حسین

رستم (حلقہ لاہور) مردان

صدر .... جناب عبدالواحد صاحب

نائب صدر .... جناب ولی اللہ صاحب

ناظم عمومی .... قاری عبدالغفور ״ ״

ناظم .... گل جنت خان

خازن .... جناب صالح شاہ

حلقہ مظفر آباد ملتان شہر

مورخہ ۷ جنوری بروز اتوار بوقت ۴ بجے شام جمعیۃ طلباء اسلام حلقہ مظفر آباد ملتان کا اجلاس زیر صدارت جناب سلیم احمد صاحب منعقد ہوا۔

اجلاس میں ملک محمد اعظم انجم، عبیداللہ احرار اور سلیم احمد نے طلباء سے مفصل خطاب کیا۔ بعد میں اس حلقہ کا مندرجہ ذیل انتخاب عمل میں لایا گیا۔

سرپرست .... قاری شبیر حسن صاحب

صدر .... محمد جمیل طاہر ״ ״

نائب صدر .... محمد اسلام اختر ״ ״

جنرل سیکرٹری .... محمد نسیم الرحمن

جوائنٹ سیکرٹری .... اصلاح الدین

ناظم مالیات .... محمد یونس

پراپیگنڈہ سیکرٹری .... ذوالفقار احمد ذوق

ناظم نشریات .... افتخار حسین

نوٹ: الحسن اسلامیہ ہائی سکول کا کنوینر محمد اسلم اور سی ٹی ایم ہائی سکول کا کنوینر محمد سلیم کو مقرر کیا گیا۔

سکندرپور

جمعیت طلباء اسلام مدرسہ احمد المدارس سکندرپور کا انتخابی اجلاس زیر صدارت حبیب الرحمن کشمیری نائب صدر جمعیت طلباء اسلام ہزارہ ڈویژن منعقد ہوا جس میں درج ذیل انتخاب ہوا۔

صدر .... محمد مسکین

نائب ״ .... تاج محمد

ناظم اعلیٰ .... محمد یونس

״ نمبر ۱ .... محمد بشیر

״ نمبر ۲ .... محمد حنیف

״ نمبر ۳ .... عبدالرحیم

״ نمبر ۴ .... عبدالقیوم

״ نشریات .... قاری حق

״ مالیات .... شمس العارفین صاحب

ضلع لاڑکانہ

جمعیت طلباء اسلام ضلع لاڑکانہ کا اجلاس نمبر ۲ میں منعقد ہوا جس میں ضلع سے آئے ہوئے تمام شاخوں کے تقریباً پچاس کارکنوں نے شرکت کی۔ اجلاس میں تین نشستیں ترتیب دی گئیں۔ پہلی نشست کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ صدارت جناب صاحبزادہ سراج احمد شاہ امروٹی نے فرمائی۔ اس نشست میں جماعتی تعارف پیش کیا گیا۔

دوسری نشست میں تمام شاخوں سے رپورٹیں طلب کی گئیں اور ضلع کی گذشتہ رپورٹ پیش کی گئی۔

آخری اور تیسری نشست میں تربیتی تقریریں ہوئیں اور تمام کارکنوں کو ہدایات دی گئیں۔ اس موقع پر ضلع اور تمام شاخوں کی تنظیم نو اور کنوینرز مقرر کر دیئے گئے۔

ضلع لاڑکانہ .... جناب خان محمد چاچڑ

پیر شریف .... ״ شبیر احمد صاحب

پھچھڑا .... ״ [illegible] ״ ״

نارچہ .... [illegible] ״

جنت شاخ .... ״ [illegible] ״

وارہ .... ״ عبداللہ ״

نوریانی .... ״ الطاف احمد ״ ״

لاڑکانہ .... ״ محمد ابوبکر ״ ״

آخر میں درج ذیل قرار دادیں پاس کی گئیں۔

۱۔ جمعیت طلبائے اسلام ضلع لاڑکانہ یہ اجلاس جمعیت کے مرکزی رہنما جناب جاوید ابراہیم پراچہ کو پشاور یونیورسٹی میں ہفتہ وار تعطیل جمعہ کے دن کرانے پر مبارک باد دیتا ہے اور اُسے خراج تحسین پیش کرتا ہے۔

۲۔ جمعیت ضلع لاڑکانہ کا یہ اجتماع جمعیت علمائے اسلام سندھ کے امیر جناب حضرت مولانا پیر محمد شاہ امروٹی جو کہ سندھ کے عظیم روحانی پیشوا ہیں پر غیر قانونی پابندی کی مذمت کرتا ہے۔

۳۔ یہ اجلاس چانڈکا میڈیکل کالج کے بنیادی مسائل کی طرف توجہ دینے کا مطالبہ کرتا ہے

کولاب جیٹل ضلع خیرپور سندھ

گذشتہ دنوں جمعیت طلباء اسلام کولاب جیٹل کا اجلاس ہوا۔ اجلاس میں جمعیت کے ضلعی صدر جناب عبدالحی شیخ کی نگرانی میں درج ذیل انتخاب عمل میں آیا۔

صدر .... اسداللہ بردھی

نائب صدر .... محمد فاروق

ناظم اعلیٰ .... حافظ ولی محمد افغانی

ناظم .... باز محمد بہور

ناظم نشریات .... اللہ بخش

خازن .... عبدالمجید

ٹھیڑھی (ضلع خیرپور سندھ)

گذشتہ دنوں جمعیت طلباء اسلام ٹھیڑھی کے کارکنوں کا اجتماع منعقد ہوا۔ اس موقع پر حضرت مولانا غلام قادر صاحب ناظم جمعیت علماء اسلام ٹھیڑھی تشریف فرما تھے۔ آپ نے طلباء سے خطاب کیا اور تنظیم کے متعلق ضروری ہدایات دیں۔ آخر میں آپ کی زیرنگرانی درج ذیل انتخاب عمل میں آیا۔

صدر .... [illegible]

نائب صدر .... غلام قادر بردی

ناظم اعلیٰ .... امداد اللہ میمن

ناظم .... صبغت اللہ میمن

ناظم نشریات .... غلام نبی بلوچ

خزانچی .... محمد اسماعیل مثل

سومرانی شریف ضلع سکھر سندھ

صدر .... بشیر احمد جتوئی

ناظم اعلیٰ .... فتح محمد قاسمی

خازن .... عبدالغنی مہر

مجلس شوریٰ

۱۔ مولوی محمد موسیٰ

۲۔ فضل اللہ بلوچ

۳۔ محمد عیسیٰ ٹالپوری